سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۲۶-۲۵

نورِ ہدایت اور اس کی علامات

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ: گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۲۵-۲۶

نورِ ہدایت اور اس کی علامات

(مکمل)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : نورِ ہدایت اور اس کی علامات
واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وعظ : ۲۰؍ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۷ ستمبر ۱۹۹۵ء بروز اتوار
۲۲ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۹۵ء بروز پیر
تاریخ اشاعت : یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱ فروری ۲۰۱۵ء
مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)
زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080 اور +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com
ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

عنوانات

نورِ ہدایت اور اس کی علامات (حصۂ دوم)

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

عرضِ مرتب

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

۱۴۱۵ھ مطابق ۱۹۹۴ء کو امریکا تشریف لے جاتے ہوئے عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے جناب مولانا محمد ایوب سورتی صاحب دامت برکاتہم کی دعوت پر تقریباً دو ہفتہ انگلینڈ میں قیام فرمایا تھا اور مجلس دعوۃ الحق (یو کے) کے اجتماع سے جامع مسجد الفیصل لیسٹر میں خطاب فرمایا تھا جس کو سن کر وہاں کے احباب علماء وعوام سب نہایت مسرور ہوئے اور جامع مسجد الفیصل لیسٹر کے امام صاحب مولانا آدم صاحب دامت برکاتہم نے جو اپنے بزرگوں کے توسلین میں ہیں اور لیسٹر کے معزز و معروف بزرگ ہیں اس وعظ کی نہایت قدردانی فرمائی اور فرمایا کہ میں اٹھارہ سال سے اس مسجد کا امام ہوں لیکن برطانیہ کی سرزمین پر میں نے ایسا مدلل عاشقانہ بیان نہیں سنا اور مولانا موصوف نے وعظ کو طبع کرنے کی پیشکش فرمائی اور اس کی طباعت کے جملہ مصارف کا انتظام فرمایا۔ فَجَزَاھُمُ اللہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَاءِ۔ حضرت مولانا ایوب سورتی صاحب خلیفہ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے اس کو ٹیپ سے ضبط فرمایا اور ذکر اللہ اور اطمینان قلب کے نام سے یہ وعظ پہلی بار مجلس دعوۃ الحق (یو۔کے) کے زیر اہتمام شایع ہوا۔ اس کی اشاعتِ ثانی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی کی جانب سے ہوئی اور ڈربن (جنوبی افریقہ) سے اس کا انگریزی ترجمہ بھی شایع ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ شرف قبول عطا فرمائیں۔

اس سفر کے دوران ہی برطانیہ کا دوسرا سفر زیادہ وقت کے لیے کرنے کی درخواستوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کئی حضرات نے سفر کے جملہ مصارف قبول کرنے کی پیشکش کی۔ لندن سے حضرت والا امریکا اور کینیڈا تشریف لے گئے اور وہاں تقریباً ایک ماہ قیام رہا۔ واپسی کے کچھ عرصہ بعد ہی حضرت مولانا محمد ایوب صاحب دامت برکاتہم وقتاً فوقتاً بذریعہ خطوط اور ٹیلی فون حضرت والا کو برطانیہ تشریف لانے کی دعوت دیتے رہے اور وہاں کے احباب کے شوق اور تڑپ کا اظہار فرماتے رہے چناں چہ مولانا موصوف کی دعوت پر اس سال ستمبر ۱۹۹۵ء میں حضرت والا نے برطانیہ کا دوسرا سفر فرمایا اور تقریباً تین ہفتہ قیام فرمایا اور مختلف شہروں کا دورہ

فرمایا جس سے خواص و عوام سب کو عظیم نفع ہوا۔

پیش نظر وعظ نورِ ہدایت اور اس کی علامات (حصہ اوّل) حضرت مولانا آدم صاحب دامت برکاتہم کی فرمایش پر مؤرخہ ۲۰/ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۷/ستمبر ۱۹۹۵ء بروز اتوار بعد نمازِ ظہر بوقت دو بجے دوپہر جامع مسجد الفیصل لیسٹر میں ہوا جس میں دور اور قریب کے لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ قرآنِ پاک کی آیت سے نورِ ہدایت اور اس کی علامات کی تفسیر حضرت والا نے نہایت سوز و درد اور اپنے خاص محبت و کیف آفریں انداز میں فرمائی کہ مجمع پر ایک محویت کا عالم طاری تھا۔ بیان کے بعد حضرت مولانا آدم صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ آج کے بیان میں تو لوگوں کو ہوش ہی نہیں تھا کہ ہم کہاں ہیں، گویا کسی اور ہی عالم میں تھے، اور فرمایا کہ بیان کے بعد مسجد کے دروازے پر آکر مجھے احساس ہوا کہ میں مسجد میں ہوں اور اس مسجد کا امام ہوں۔ اور مولانا موصوف نے فرمایا کہ اس وعظ کو بھی طبع ہونا چاہیے اور خود ہی اس کا نام نُوْرُ الْھِدَایَةِ وَعَلَامَاتُہٗ تجویز فرمایا اور اس کے مصارف کے انتظام کی ذمہ داری بھی قبول فرمائی۔ فَجَزَاھُمُ اللہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

اگلے دن بعد مغرب مسجد نور لیسٹر میں حضرت والا کا بیان تجویز تھا۔ چناں چہ مؤرخہ ۲۱/ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۸/ستمبر ۱۹۹۵ء بعد مغرب سات بج کر پچاس منٹ پر مسجد نور لیسٹر (انگلینڈ) میں حضرت والا نے جو بیان فرمایا اس میں نورِ ہدایت کی مزید عارفانہ و عاشقانہ تشریح فرمائی اور مثنوی مولانا رومی کی تمثیلات سے مزید وضاحت فرمائی جس سے مضمون اور زیادہ رنگین و سنگین ہوگیا جس کے ایک ایک لفظ میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی خوشبو اور جذبِ الٰہیہ کی برقی رو محسوس ہوتی ہے لہٰذا اس وعظ کو حصہ دوم کے طور پر منسلک کردیا گیا اور دونوں وعظ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی سے ایک ساتھ شایع کیے جارہے ہیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

مرتب:

یکے از خدام حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۲۵

نورِ ہدایت اور اسکی علامات

(حصۂ اوّل)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نورِ ہدایت اور اس کی علامات

(حصہ اوّل)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ[1]

حضراتِ سامعین! پچھلے سال اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس مرتبہ پھر مولانا محمد ایوب صاحب جو مجلسِ دعوۃ الحق لیسٹر کے بانی ہیں، انہوں نے مجھے خط لکھا اور بار بار ٹیلی فون کیا کہ اس وقت پھر لندن کا سفر کر لیا جائے۔ میں نے مولانا سے عذر کیا تھا کہ اس وقت فرانس کے جزیرہ ری یونین میرا جانا ضروری ہے۔ بعض وجوہات سے وہاں کا سفر ملتوی ہوا اس لیے آپ حضرات کی خدمت کو غنیمت سمجھ کر بلکہ مالِ غنیمت سمجھ کر میں پھر حاضر ہو گیا ہوں۔ دوستوں کی ملاقات کیا مالِ غنیمت سے کم ہے؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس کو میرے مرشدِ اوّل شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت نقل کیا کرتے تھے کہ جب سے مجھے یہ خبر ملی کہ جنت میں دوستوں کی ملاقات ہو گی مجھے جنت کا شوق بڑھ گیا۔ اور کیوں نہ ہو، دوستوں کی ملاقات کو اللہ تعالیٰ نے بھی جنت سے مقدم بیان فرمایا ہے۔ دیکھیے قرآنِ پاک سے استدلال ہے۔

---

[1] الانعام: ۱۲۵

اہل اللہ سے محبت اللہ سے محبت کی دلیل ہے

میرے شیخ اس کو بیان کرکے بہت مست ہوجاتے تھے کہ جو لوگ اہل اللہ کی ملاقات کے حریص اور مشتاق ہوتے ہیں حقیقت میں وہ اللہ تعالیٰ کے صحیح عاشق ہیں۔ اگر کوئی کباب والے سے عشق کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ عاشقِ کباب بھی ہے، اگر کسی کو شامی کباب سے دلچسپی ہے تو جب گلی میں یا بازار میں آواز آئی کباب والا! تو اس کے کان کھڑے ہوجاتے ہیں یا نہیں؟ اور وہ کیا کہتا ہے ؎

از کجا می آید ایں آوازِ دوست

ارے یہ میرے دوست کی آواز کہاں سے آرہی ہے؟ کباب دوست ہے اس کا۔ اسی طرح جو اللہ کا عاشق ہوتا ہے اس کو اللہ والوں سے عشق و محبت لازمی ہے۔

جنت پر اہل اللہ کی فضیلت کی دلیل منقول

میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب جنت میں داخلہ ملے گا تو اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا حکم یہ ہوگا کہ میرے خاص بندوں سے ملو، میرے عاشقوں سے ملو۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ میرے خاص بندوں سے ملاقات کرو۔ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ [۲] اور جنت کا درجہ بعد میں ہے۔ پہلے اہل اللہ کا درجہ ہے، پہلے اللہ والوں سے ملو جو میرے خاص بندے ہیں۔

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ میں یائے تخصیصی کا راز

اور یائے تخصیصی کیوں لگائی؟ کیوں کہ دنیا میں یہ میرے خاص ہوکر رہے۔ نفس وشیطان کی غلامی سے نکل کر، معاشرہ اور سوسائٹی سے نکل کر خاندانی، صوبائی، ملکی، بین الاقوامی تہذیب اور روایات کو توڑ کر انہوں نے ہماری شریعت کے احکام پر اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر زندگی گزاری اس لیے دنیا میں بھی یہ ہمارے خاص تھے اور آج

[۲] الفجر:۳۰

یہاں بھی یہ ہمارے خاص ہیں۔اسی لیے ہم نے یاء خصوصیت کی لگادی۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ کہ جاؤ وہ میرے خاص بندے ہیں، پہلے ان سے ملو۔ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ والوں کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ جنت سے زیادہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اہمیت دی۔ جو چیز پہلے بیان کی جاتی ہے اس کی زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔ اللہ والوں کو درجۂ اوّلین میں رکھا اور جنت کو درجۂ ثانوی میں رکھا۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا مقامِ علم

اس پر حضرت نے عجیب دلیل بیان فرمائی۔ حضرت بہت بڑے عالم تھے، دیوبند کی صدر مدرّسی کے لیے حضرت حکیم الاُمت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا انتخاب فرمایا تھا جب علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ڈابھیل تشریف لے گئے۔ حضرت کے علوم عجیب وغریب تھے۔

اہل اللہ کی فضیلت کی دلیل معقول

فرمایا کہ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ میں اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں کو جنت پر فضیلت کیوں دی اس کا راز کیا ہے؟ اس کا استدلالِ عقلی کتنا عجیب وغریب فرمایا کہ عقلی دلیل یہ ہے کہ جنت مکان ہے، اللہ والے اس کے مکین ہیں، اور مکین افضل ہوتا ہے مکان سے۔ کیا دلیل ہے سبحان اللہ!

یہاں بھی جن کو اللہ تعالیٰ نے ذوقِ سلیم عطا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ سے جن کو عشق ومحبت ہے، وہ اللہ والوں کو دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں۔ یہ دلیل ہے اس کی کہ وہ بھی دیوانہ ہے اللہ کا، اور اس پر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب وغریب دلیل پیش کی ہے اور یہ مولانا رومی کون ہیں؟ آٹھ سو برس پہلے کے بزرگ، مثنوی کے ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار کہنے والے، سلطان خوارزَم کے سگے نواسے، بادشاہ کا سگا نواسہ لیکن اپنی عزت وجاہ کو اللہ پر فدا کرکے اپنے پیر ومرشد شمس الدین تبریزی کا بستر سر پر رکھ کر گلی در گلی شہروں میں اور صحراؤں میں پھرتے تھے اور یہی کہتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی محبت سکھادو۔ پہلے پانچ سو علماء ان کے پیچھے

چلتے تھے لیکن سب علماء سے کہہ دیا کہ میر اسلام لو اور کچھ دن مجھے اللہ کی محبت سیکھنے دو۔ یہ جاہ مانع ہے اللہ سے۔ بہت سے لوگوں کا دل کہتا ہے کہ میں فلاں اللہ والے سے اللہ کو پاسکتا ہوں لیکن جاہ مانع ہے کہ لوگ کہیں گے کہ دیکھو یہ بھی پیری مریدی کے چکر میں آگئے۔ میں اپنے یہاں مزاحاً کہتا ہوں کہ جو اس کو چکر سمجھتا ہے اختر بھی اس کے چکر میں نہیں آتا۔

جائے جسے مجذوب نہ زاہد نظر آئے
بھائے نہ جسے رِند وہ پھر کیوں ادھر آئے

فرزانہ جسے بنا ہو جائے وہ کہیں اور
دیوانہ جسے بنا ہو بس وہ اِدھر آئے

سو بار بگڑنا جسے منظور ہو اپنا
وہ آئے اِدھر اور بچشم و بسر آئے

اللہ کے دروازے

میں دوستوں سے یہی کہتا ہوں کہ اللہ والے اللہ کے دروازے ہیں۔ آپ دروازوں کے سائز نہ ناپیے ورنہ آپ اللہ سے محروم رہیں گے۔ یہ مت دیکھیے کہ حکیم الاُمت اور بڑے بڑے علماء اور اولیاء اللہ تو چلے گئے لیکن آج کل کے مرشدین تو سٹر پٹر، کنڈم، ناقابلِ ریفرنڈم ہیں، ان کے پاس جانے سے کیا ملے گا؟ دروازوں کو مت دیکھو، دروازوں کا انتقال ہوتا رہتا ہے لیکن اللہ وہی زندہ حقیقی موجود ہے جو دروازوں کے ذریعے عطا فرماتا ہے بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بڑے دروازے سے ایک ایک ہزار روپیہ دیا، پچاس پچاس پونڈ دیا اور چھوٹے دروازے سے کسی کو اشارہ کیا اور اس چھوٹے دروازے سے دس ہزار پونڈ دے دیا۔ بس جس کو جس دروازے سے خدائے تعالیٰ کو صاحبِ نسبت بنانا ہے اس دروازے سے ہی وہ چیز مل جائے گی۔ آپ دروازوں کو مت ناپیے، مشائخ میں تقابل اور تفاضل مت کیجیے۔ بس یہ دیکھیے کہ اس دروازے کا رابطہ دینے والے سے ہے یا نہیں؟ یہ اللہ کا دروازے ہے یا نہیں؟ اس

دروازے کو اللہ سے رابطہ ہے یا نہیں؟

کیا ہے رابطہ آہ وفغاں سے

رابطہ پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آگیا۔ جب کبھی آپ کو کوئی غم آجائے کیوں کہ دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں ہے جس کو کبھی کوئی غم نہ آئے، بڑے بڑے پیاروں کو، اللہ کے مقبولین کو غم آتا ہے لیکن غم کا علاج حدیث میں ہے کہ نماز حاجت پڑھو اور اللہ سے رولو۔ بچے کو غم ہو ابا سے رولے، بندے کو غم ہو ربّا سے رولے۔ اس پر میرا شعر ہے ؂

کیا ہے رابطہ آہ و فغاں سے
زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

زمین سے کیا مراد ہے؟ ہم مٹی کے انسان ہیں، جب کوئی کام ہو تو اللہ سے رابطہ کرو بھائی! آہ وفغان و گریہ وزاری کے ذریعے ؂

کیا ہے رابطہ آہ و فغاں سے

آہ اور اللہ کا قرب

اور آہ کو اللہ سے خاص قرب ہے، زور سے کھینچ کر کہیے اللہ! اللہ! ہماری آہ کو اللہ نے خریدا ہوا ہے، اپنے نام کے ساتھ ملایا ہوا ہے، یہی دلیل ہے کہ ہمارا اللہ اللہ ہے۔ باطل خداؤں کے نام میں ہماری آہ نہیں ہے۔ لے لو ان کے نام۔ ”نمرود“ ہے اس میں آہ؟ ”فرعون“ ہے اس میں آہ؟ ”شداد“ ہے اس میں آہ؟ ”رام چندر“، ”گرونانک“ جتنے باطل خدا دنیا میں ہوئے کسی میں ہماری آہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کمالِ قدرت یہ ہے کہ کسی باطل خدا ظالم کو یہ سوجھی ہی نہیں کہ وہ اپنا نام اللہ رکھ لے، حق تعالیٰ کی طرف سے یہ تکوینی تحفظ ہے۔

تو دوستو! میں یہ کہہ رہا تھا کہ میرے شیخ و مرشد نے فرمایا کہ جس کو اللہ سے محبت ہوتی ہے اس کو اللہ والوں سے ضرور محبت ہوتی ہے۔ اب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال دیکھیے۔ وہ واقعات اور قصص میں بڑے بڑے مشکل مضامین کو حل فرما دیتے ہیں۔

ایک واقعے سے مناسبتِ روحانی پر استدلال

فرمایا کہ حکیم جالینوس کا جنگل کی طرف صبح کے وقت ٹہلنے کا معمول تھا۔ بزرگوں کا ارشاد ہے صبح کی ہوا لاکھ روپے کی دوا۔ خود حکیم الاُمت مجدّد الملت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ صبح کو جنگل میں ٹہلتے تھے، قرآنِ پاک کے پانچ پارے تھانہ بھون کے جنگل میں ٹہلتے ہوئے پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو کچھ ملنا ہوتا ہے اسی جنگل میں پاجاتا ہوں یعنی علوم وہیں القاء ہوجاتے ہیں کیوں کہ جنگل میں گناہ نہیں ہوتے، آبادی میں گناہ ہوتے ہیں، وہاں صاف ستھری پاکیزہ فضاء میں علوم عطا ہوجاتے ہیں، وہیں سب کچھ مل جاتا ہے۔

تو حکیم جالینوس ہوا خوری کے لیے ٹہلنے نکلا، راستے میں اس کو ایک پاگل ملا، جالینوس کہتا ہے کہ اس پاگل نے مجھے آنکھ ماری۔ چشم زد و قہقہہ کرد۔ آنکھ ماری اور زور زور سے ہنسا۔ حکیم جالینوس فوراً واپس آیا اور دواخانے میں اپنے ملازم سے کہا کہ میں جو پاگلوں کو دوا دیتا ہوں آج مجھے بھی ایک خوراک فوراً کھلا دو۔ عطار نے کہا کہ حضور ابھی تو آپ بالکل خیریت سے گئے ہیں، پاگل ہونے میں کچھ منازل ہیں، کچھ اسٹیجز ہوتے ہیں درجہ بدرجہ، اتنی جلدی کون پاگل ہوتا ہے؟

ایک صاحبِ جذب کا لطیفہ

اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آگیا، پاکستان کے شہر ٹیکسلا میں میرے ایک خلیفہ حکیم امیر احمد صاحب مرحوم بڑے صاحبِ جذب، صاحبِ نسبت تھے، اللہ کی یاد میں بہت روتے تھے، وہ میرے ساتھ سفر کر رہے تھے وادیٔ کاغان کا۔ پہلے بالاکوٹ آیا، مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر میں نے حاضری دی، میں نے اللہ سے دُعا کی کہ یا اللہ! یہ وہ شخص ہے، شاہ ولی اللہ کا پوتا، نازونعمت کا پلا ہوا، دہلی کے بڑے بڑے رئیس اور تاجر جس کو دیکھ کر کھڑے ہوجاتے تھے کہ شاہ ولی اللہ کا پوتا جارہا ہے، ایسا نازونعمت کا پلا ہوا اور معزز شخصیت دہلی سے آکر بالاکوٹ کے پہاڑوں کے گھاس اور تنکوں پر اپنا خون بہادیا۔ وہاں ایک مصرع بھی لکھا ہوا ہے کہ ؎

خون خود را بر کہہ و کہسار ریخت

یہ اسماعیل شہید وہ شہید ہے کہ جس نے بالاکوٹ کے پہاڑوں کے گھاس اور تنکوں پر اپنے خون کو بکھیر دیا، شاہ ولی اللہ کے پوتے کا خون اس بالاکوٹ کے پہاڑوں کے دامن کے گھاس اور تنکوں پر اللہ کی محبت میں بہہ گیا ؎

خونِ خود را بر کہہ و کہسار ریخت

وہاں سے جب ہم آگے چلے تو وہاں کا سفر ایسا ہے کہ ایک طرف دو ہزار فٹ کی گہرائی اور ایک طرف پہاڑ کا دامن، وہاں اگر موٹر گرتی ہے تو کوئی بچتا نہیں، اور حکیم امیر احمد صاحب کو حال آجاتا تھا اور حال میں ان کی آواز نکلتی تھی یارب! یارب! یارب! اب ان کو حال شروع ہوگیا اور وہ ڈرائیور کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، میں نے حکیم صاحب سے کہا کہ اگر آپ کے اس حال کی وجہ سے یہ ڈرائیور بے حال ہوگیا اور وہ ان نعروں سے گھبرا گیا اور موٹر دو ہزار فٹ نیچے گر گئی تو ہم میں سے ایک بھی نہیں بچے گا، آپ تو مجھے آدھے پاگل معلوم ہوتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں اتنے دنوں سے آپ کے ساتھ ہوں اور میں آدھا ہی پاگل ہوا، ارے ابھی تک میں پورا پاگل نہیں ہوا۔ میں نے کہا کہ دیکھو یہ عجیب پاگل ہے، پاگل ہونے کا اس کو اتنا شوق ہے کہ آدھا پاگل ہونا اس کو ناگوار ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا پورا پاگل کیوں نہیں ہوا؟

دلیل ولایت وجد و حال نہیں بلکہ تقویٰ ہے

اب حال پر بھی ایک بات عرض کردوں، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جس کو حال آجائے وہ بہت بڑا ولی اللہ ہے۔ یاد رکھیے کہ ولی اللہ وہی ہے جو شریعت اور سنت پر عمل کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے۔ جس کو دیکھو ہر سال حج اور عمرہ کرتا ہے اور ہر وقت تسبیح ہے اس کا تقویٰ دیکھو کہ کتنا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی کی بنیاد تقویٰ پر رکھی ہے، وہ آیت یہ ہے: اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ[۳] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو! سن لو کہ میرا ولی وہی ہے جو مجھے ناراض نہیں کرتا، گناہ سے بچتا ہے۔ یہ نہیں کہ ہر وقت تسبیح اور خوب رونا گانا

۳؎ الانفال: ۳۴

لیکن جب لندن کی سڑکوں پر چلے، لیسٹر ہو کہ مانچسٹر ہو، وہاں اس کا ٹیسٹر دیکھو کہ کہاں کہاں ٹیسٹ کر رہا ہے۔ حرام ذائقہ لے رہا ہے۔ کس میم کو اور کس اَمرد انگریز کو یہ شخص دیکھ رہا ہے۔ تب پتا چلے گا کہ اس کے قلب میں کس قدر اللہ تعالیٰ کی محبت اور عظمت ہے۔ وہاں یہ آیت یاد رہے کہ **يَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ**[۴] اپنی نگاہوں کو ایمان والے نیچی کرلیں، وہاں بخاری شریف کی یہ روایت یاد رہے کہ **زِنَی الۡعَیۡنِ النَّظَرُ**[۵] نظر بازی کرنا اور نظر کی حفاظت نہ کرنا، کسی کی بہو بیٹی اور کسی کی وائف کو دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔ آج اسی کا عذاب ہے کہ جس کو دیکھو نیند نہیں آرہی ہے، جن کے ٹیسٹر آزاد ہیں ان مسٹروں کو نیند نہیں آرہی ہے، ویلیم فائیو کھا رہے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ کیوں دیکھی کسی کی وائف کہ کھانی پڑی ویلیم فائیو۔ کیوں دیکھا؟ اپنی بیوی پر صبر کرو۔ اس سے بڑھ کر کوئی لیلیٰ نہیں جو بدست مولیٰ ملی ہو۔ دوستو! اس کو درد بھرے دل سے کہتا ہوں کہ اپنی بیویوں کی قدر کرلو۔

تو میں کہہ رہا تھا کہ تہجد و اشراق و تسبیحات و حج اور عمرہ دلیل ولایت نہیں ہے، دلیل ولایت تقویٰ ہے۔ جو شخص اپنی خلوتوں میں اللہ والا ہو، بازاروں میں اور سڑکوں پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کو اپنے اوپر غالب رکھتا ہو، وہ ولی اللہ ہے۔

نظر کی سرحد اور دل کے دارالخلافہ کی حفاظت

نظر کی اور دل کی یہ دو حفاظت کرلیجیے اور ولی اللہ ہو جائیے۔ اختر اس بات کو علماء کے محضر میں پیش کر رہا ہے کہ سلطنت کی حفاظت دو طرف سے ہوتی ہے: سرحد سے اور دارالخلافہ یعنی کیپٹل سے۔ اللہ تعالیٰ نے سرحد اور دارالخلافہ دونوں کی حفاظت کا حکم نازل کیا **يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ** ہم تمہاری آنکھوں کی سرحدوں سے باخبر ہیں۔ اگر تم نے خیانت کی تو سرحد سے دشمن آجائے گا، غیر اللہ آجائے گا، تمہارا **لَاۤ اِلٰهَ** کمزور پڑ جائے گا، پھر **اِلَّا اللّٰهُ** سے محروم ہو جاؤ گے۔ اور دوسرا کیا ہے؟ **وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ**[۶] اور اللہ تمہارے سینے اور دل کے

---

[۴] النور: ۳۰

[۵] صحیح البخاری: ۲/۹۲۲، ۹۲۳ (۶۲۷۵)، باب زنی الجوارح دون الفرج، المکتبۃ المظھریۃ

[۶] المؤمن: ۱۹

رازوں سے باخبر ہے کہ تمہارے ہاتھ میں تسبیح اور دل میں معشوقوں کا خیال موجزن ہے۔

بس جو دو حفاظت کرلے، آنکھ کو بچالے اور دل کو بچالے، گندے خیال نہ لائے، پچھلے گناہوں کا مزہ بھی نہ لوٹے۔ شیطان بڑا زبردست ٹیچر ہے اور بروز سنیچر خاص فیچر دکھاتا ہے، کیوں کہ دیکھتا ہے کہ یہ مُلّا ہوگیا، داڑھی رکھ لی، بزرگوں سے تعلق ہے، اب یہ گناہ نہیں کرے گا تو پچھلے گناہوں کا نقشہ اس کو دکھاتا ہے اور کہتا ہے کہ اب تم ان گناہوں کا مزہ لو جو ماضی میں کیے تھے۔ اس لیے قصداً پُرانے گناہوں کے خیالات، اللہ کی نافرمانی سے مزہ لینا حرام ہے۔ پچھلی ہو یا اگلی ہو۔ تو ماضی کے گناہوں کا خیال بھی نہ لائے۔ بس دو حفاظت کا نام خانقاہ ہے، دل کی حفاظت اور آنکھوں کی حفاظت۔ جسے یہ دو باتیں حاصل ہوگئیں تو سمجھ لو کہ ان شاء اللہ خانقاہ کا اصل اسے مل گیا۔ جس نے آنکھوں کو نہ بچایا تو سرحد سے غیر اللہ داخل ہوگیا، جب غیر اللہ ہوگا تو اللہ کیسے ملے گا اور جس نے دل میں گندے خیالات پکائے اس کا دارالخلافہ اور کیپٹل خطرے میں پڑ گیا۔

شیخ سے فیض یافتہ ہونے کی علامات

اس لیے دوستو! اگر کسی مرید کو دیکھنا ہو کہ یہ اپنے شیخ کے ساتھ اتنے زمانے سے ہے، اس کو اپنے شیخ و مرشد سے کتنا فیض حاصل ہوا تو اس کی تہجد اور اشراق مت دیکھو، اس کو سڑکوں پر دیکھو کہ جب یہ مخلوق میں مخلوط رہتا ہے تو پھر وہ کتنا اللہ کو یاد کرتا ہے۔ پھر اس کا ٹیسٹر دیکھو کہ حرام مزے تو نہیں ٹیسٹ کر رہا ہے؟ اس مسٹر کی ٹَرمِس ہوئی کہ نہیں اور چسٹر پہنے ہو تو مانچسٹر میں اس کو آزماؤ کہ یہاں یہ نظر بچاتا ہے کہ نہیں؟ اسی لیے عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے بنیادِ ولایت تقویٰ پر رکھی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اگر تقویٰ حاصل کروگے تو میرے ولی بن جاؤ گے۔ اور تقویٰ نہیں پاسکتے ہو مگر صاحبِ تقویٰ کی صحبت سے۔

صادق اور متقی کی نسبتِ تساوی پر دلیل بالنص

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ[ے] صادقین بمعنیٰ متقین ہے اور اس

ے التوبۃ:۱۱۹

کی دلیل کیا ہے؟

أُولَٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ أُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ[۸]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صادقون اور متقون بالکل ایک ہیں، کلی متساوی ہے۔

صادقین نازل ہونے کا راز

پھر صادقین کیوں نازل فرمایا؟ جب مفہوم ایک ہی ہے، صادقین اور متقین دونوں مساوی ہیں تو اللہ نے صادقین کیوں نازل فرمایا اور متقین سے کیوں صَرفِ نظر فرمایا؟ اس کا راز میرے قلب میں اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کی دُعاؤں کی برکت سے عطا فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ متقی نہ ہو، کاذب ہو اور تم کاذبین کا دامن پکڑلو۔ اس لیے صادقین نازل فرمایا کہ جو صادق فی التقویٰ ہو، تقویٰ میں سچا ہو اس کی جلوت اور خلوت کو دیکھو۔ جس مرید کو دیکھنا ہو کہ اس نے اپنے شیخ سے کتنا فیض حاصل کیا اس کو سڑکوں پر دیکھو کہ یہ اپنی نگاہوں کی کتنی حفاظت کرتا ہے؟ اگر اس کے قلب میں اللہ کی عظمت ہے تو ان شاء اللہ غیر اللہ کو نہیں دیکھے گا۔ آپ بتائیے کہ اگر شیر ساتھ ہو تو کیا وہ لومڑیوں اور بندروں سے دل لگائے گا؟ جبکہ شیر راستے میں کہتا بھی ہو کہ دیکھو بندر کو نہ دیکھنا۔

ایک جعلی پیر کے فریب کا واقعہ

بندر پر ایک واقعہ یاد آیا کہ بلوچستان میں ایک جعلی پیر نے ایک شخص سے کہا کہ تم مجھے دس ہزار روپیہ دے دو اور میرے یہاں کرسی میز لگادو تو تم جس پوسٹ پر ہو میں اس سے ترقی کی تعویذ دبادوں گا اور تم کو ترقی مل جائے گی۔ وہ بے چارہ بے وقوف تھا۔ بعد میں تو لُٹ لٹا کر پٹ پٹا کر میرے پاس آیا۔ دس ہزار دے دیا اور اس کے بعد جس پوسٹ پر تھا اس سے اور نیچے گر گیا۔ اس نے جعلی پیر سے کہا کہ تم نے میرے ساتھ دھوکا کیا، میرا دس ہزار واپس کرو۔ تو اس نے کہا کہ میں نے جو تم کو ایک وظیفہ دیا تھا تو میں نے ایک شرط لگائی تھی کہ

---

[۸] البقرۃ:۱۷۷

جب یہ وظیفہ پڑھنا تو بندر کا خیال مت کرنا، قرآن سر پر رکھ کر سچ سچ بتاؤ کہ تم کو بندر کا خیال آیا تھا کہ نہیں؟ اس نے کہا کہ اگر تم منع نہ کرتے تو کبھی خیال نہ آتا۔ ظالم تیرے منع ہی کرنے سے جب میں نے تسبیح پکڑی اور سامنے بندر۔ اگر آپ کسی کو منع نہ کریں تو زندگی بھر کسی کو خیال نہیں آئے گا لیکن اگر آپ اس کو بتادیں کہ یہ وظیفہ پڑھتے وقت بندر کا خیال نہ کرنا تو ضرور آئے گا۔ تو یہ جعلی پیر اس طرح ٹھگتے ہیں کہ قصور اسی کا کر دیا کہ تم نے چوں کہ بندر کا خیال کیا اس لیے وظیفے نے اثر نہیں کیا۔

تو ہمارے بزرگ مولانا شاہ محمد احمد صاحب پر تاب گڑھی الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جن کی زیارت مولانا محمد ایوب صاحب نے بھی کی ہے، جو میرے شیخ کے خلیفہ بھی ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے کسی نعمت سے نوازا ہے۔ وہ اپنے منہ سے تو نہیں بتائیں گے اس لیے بتادیا کہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ اختر بھی ہے اور مولانا محمد ایوب صاحب سورتی بھی۔ اور یہ اس لیے بتارہا ہوں تاکہ ان کی اس نعمت کا شہرہ ہو جائے اور مخلوق کو استفادہ آسان ہو۔ اور ترکیشور میں انہوں نے بہت عرصہ حدیث پڑھائی ہے اور لیسٹر میں مجلس دعوۃ الحق کی بنیاد ڈالی اور میں وہیں ٹھہرا ہوا ہوں۔

میں یہ عرض کررہا ہوں کہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے شیخ بھی تھے، میں ان سے بیعت بھی ہوا تھا، میں نے تین دریاؤں سے پانی پیا ہے، کوئی سنگم ہوتا ہے اور کوئی تربینی ہوتا ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ان تین دریاؤں کا پانی آپ اس فقیر سے ان شاء اللہ پئیں گے، یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور سب سے پہلے میں حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب ہی کے پاس تھا کیوں کہ طبیہ کالج الٰہ آباد میں جب میں حکیم بن رہا تھا تو روزانہ ان ہی کی صحبت میں جا کے بیٹھ جاتا تھا، بزرگوں سے عشق و محبت اور اللہ والوں کی تلاش تو مجھ کو تھی کہ اللہ ملے گا تو صرف اللہ والوں ہی سے ملے گا۔ مٹھائی کس سے ملتی ہے؟ مٹھائی والوں سے اور کباب کباب والوں سے اور آم آم والوں سے۔ بس سمجھ لیجیے کہ اللہ اگر حاصل کرنا ہے تو کسی اللہ والے کے ساتھ رہیے مگر اس کی شرائط میں یہ بھی ہے کہ وہ جو مشورہ دے اس پر عمل بھی کرو۔

بزرگی کا معیار

خیر تو حضرت نے جو شعر پڑھا اس کے معنیٰ یہ تھے کہ بعض بے وقوف لوگ صاحبِ حال کو ولی اللہ سمجھتے ہیں کہ بس کودنے لگے، خوب چلّائے، نعرہ مارے۔ نعرہ لگایا اور وہ سمجھے کہ بس یہ تو عرشِ اعظم پر رہتا ہے، چاہے اس کی زندگی سنت کے خلاف ہو۔ یہ دیکھو کہ ٹیڈیوں کو دیکھ کر نظر بچاتا ہے کہ نہیں؟ اختر یہ کہتا ہے کہ کسی کی بزرگی دیکھنا ہو تو سڑکوں پر دیکھو، جس صوفی اور جس مولوی اور جس پیر کو دیکھنا ہو تو اس کا تقویٰ دیکھو کہ نمکیاتِ لیلائے کائنات سے احتیاط کرتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ نمکیاتِ لیلائے کائنات سے نظر بچاتا ہے تو یہ دلیل ہے کہ اس کے قلب کے اندر خالق نمکیاتِ لیلائے کائنات ہے۔ کوئی سورج کی ہم نشینی کا دعویٰ کرے کہ میں سورج کا دوست ہوں اور ستاروں پر فریفتہ ہو جائے تو اس کا یہ ستاروں پر فدا ہونا دلیل ہے کہ یہ جلیس خورشید، ہم نشین سورج اور مصاحبِ آفتاب نہیں ہے۔ مردہ لاشوں پر فدا ہو جانا اور ان کے رنگ اور ڈسٹمپر کو دیکھ کر خلافِ راہِ پیغمبر چلنا دلیل ہے کہ اس شخص کا قلب محروم ہے، اگر اللہ کی محبت کا جھنڈا اس کے قلب پر لہرایا ہوتا تو یقیناً یہ نگاہ نیچی کرلیتا کہ میرے اللہ کا یہ حکم ہے۔ اسی لیے جگر مراد آبادی نے کہا ہے ؎

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگرؔ
وہ مجھ پہ چھاگئے میں زمانے پہ چھا گیا

جس پر اللہ کی محبت چھا جاتی ہے وہ کہیں مغلوب نہیں ہو سکتا۔ نفس کی کیا حقیقت ہے، نفس و شیطان سب اللہ والوں کے سامنے مغلوب ہو جاتے ہیں۔

مصاحبِ اہل اللہ پر تقویٰ کی زیادہ ذمہ داری ہے

دوستو! اسی لیے عرض کرتا ہوں کہ اللہ والوں کے ساتھ رہو تو اور زیادہ محتاط رہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں اتنی اچھی صحبتوں میں بھی یہ ظالم اپنی بدمعاشیوں سے باز نہیں آتا، نظر کی خباثتوں سے باز نہیں آتا۔ اس کو تو بہت زیادہ محتاط ہونا چاہیے کیوں کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کی نعمت سے نوازا ہے۔ نعمت پا جانے کے بعد نعمت

دینے والے کا شکریہ اور زیادہ ہوجاتا ہے یا نہیں؟ اس کو ایک نعمت حاصل ہے، وہ کیا ہے؟ صحبت صالحین۔

شکرِ حقیقی اور اس کی دلیل قرآن پاک سے

اس نعمت کا شکریہ کیا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شکریہ تو ادا کرتا ہوں کہ اللہ تیرا شکر ہے، اللہ تیرا شکر ہے۔ لیکن شکرِ حقیقی گناہوں کو چھوڑنا ہے۔ دلیل پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَ لَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ اے اصحابِ بدر! اے بدر کی جنگ لڑنے والے صحابہ! تمہاری مدد کی خدائے تعالیٰ نے اور تم کو فتح عطا ہوئی۔ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ یہ جملہ حالیہ ہے حالاں کہ تم بہت کمزور تھے۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ پس تم میری نافرمانی مت کرنا۔ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ[۹] تاکہ تم شکر گزار بندے بن جاؤ۔ بس اختر اس مسجد میں یہ اعلان کرتا ہے کہ اصلی شکر گزار وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو چھوڑدے، حرام کھانا چھوڑدے، حرام نظر چھوڑدے، جتنے بھی گناہ ہیں سب سے توبہ کرلے۔ اسی میں ایک یہ بھی ہے کہ داڑھی ایک مشت رکھ لے۔ دیکھیے حوالہ دیتاہوں ؎

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

داڑھی رکھنے کی ترغیبِ عاشقانہ اور تازیانۂ محبت

یہ بتایئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر داڑھی تھی کہ نہیں؟ تو اگر ہم اپنے نبی کی شکل نہ بنائیں گے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا کہ تم کو میری شفاعت چاہیے؟ کہے گا کہ جی ہاں! آج گناہ گاروں کے لیے تو آپ ہی کی شفاعت کا سہارا ہے اور آپ نے سوال کرلیا کہ تو نے میری شکل میں کیا عیب پایا کہ ظالم تو نے ساری دنیا کی شکلیں بنائیں اور میری شکل نہیں بنائی تو کیا جواب دوگے؟ بتایئے یہ گال ہمارے ہیں یا اللہ کے ہیں؟ ہم بھی اللہ کے ہیں، ہمارے گال بھی اللہ کے ہیں۔ جب اللہ کے ہیں تو اللہ کے حکم کا جھنڈا ان گالوں پر لہرادیجیے۔ داڑھی ایک مشت رکھیے۔

---

۹ اٰل عمرٰن: ۱۲۳

داڑھی کے وجوب کے شرعی دلائل

جو کٹاتے ہیں، ایک مشت نہیں رکھتے، بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تمام علماء کا اجماع ہے کہ چاروں ائمہ کے نزدیک داڑھی ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اور ایک مٹھی سے کم کرنا بھی حرام ہے۔ جتنا منڈانا حرام، ایک مٹھی سے کم کرنا اتنا ہی حرام ہے، لَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا دونوں میں ذرا بھی فرق نہیں۔ اس پر چاروں ائمہ کا اجماع ہے۔ اگر امام شافعی یا امام احمد بن حنبل یا امام مالک رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک کچھ بھی گنجایش ہوتی تو کہہ دیا جاتا کہ چلو گنجایش پر عمل کرلو لیکن دوستو! چاروں ائمہ کا اجماع ہے۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب تبلیغی نصاب سارے عالم میں پڑھی جاتی ہے، انہوں نے ایک رسالہ لکھا ہے ”داڑھی کا وجوب“ اس میں چاروں ائمہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ اس کو پڑھ لیجیے بھائی۔

خود اپنے کو تکلیف دینے والا عمل

اور پھر اس میں دیکھیے ایک تکلیف بھی ہے، سنت کے خلاف ہر عمل میں ایک مصیبت ہے، صبح صبح اُٹھ کے گال کی کھنچائی کرنا، بغیر گال کھینچے ہوئے بلیڈ چل نہیں سکتا، تو اپنی کھنچائی خود کرنا بھائیو! بتاؤ کیسا ہے؟ ابھی دشمن آپ کی کھنچائی کردے تو آپ تعویذ لینے آتے ہیں کہ مولانا تعویذ دے دو، محلہ میں ایک دشمن ہے جو میری کھنچائی کرتا رہتا ہے اور آپ اپنے ملائم گالوں کی خود کھنچائی کرتے ہیں۔ ایک کوٹ پھر ڈبل کوٹ اور آخری کوٹ کا نام شاید آپ کو معلوم ہوگا! کھونٹی اکھاڑ کوٹ۔

ایک صاحب نے میرے کہنے سے داڑھی رکھ لی تو ایک دن ان کی بیوی نے کہا میاں ہمیں بھی دُعا میں یاد رکھنا۔ تو انہوں نے پوچھا کہ اس سے پہلے کبھی آپ نے مجھ سے دُعا کے لیے نہیں کہا جب میں داڑھی منڈا رہا تھا۔ تو اس نے کہا کہ اس وقت آپ دُعا کے اہل نہیں تھے۔ آپ اہلیہ لگ رہے تھے داڑھی نہ ہونے سے، لَا فَرْقَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ لٰہذا دوستو! عرض کرتا ہوں کہ داڑھی سے دنیا میں بھی فائدہ ہے۔

شیر اور داڑھی

اچھا آپ لوگوں نے کبھی عجائب خانوں میں شیروں کو دیکھا ہے؟ اختر جو آپ سے خطاب کر رہا ہے، میرا معمول ہے جس ملک میں جاتا ہوں وہاں کے شیروں کو دیکھتا ہوں، آج تک کوئی شیر ببر مجھ کو نہیں ملا جس کے داڑھی نہ ہو، اور پٹّہ بھی ہوتا ہے کہ دُم اگر نہ ہوتی تو شیخ کامل معلوم ہوتا ظالم، دُم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جانور ہے۔

مخلوق کی لاج رکھنے والا خالق

اور اللہ تعالیٰ نے جانوروں کے دم کیوں لگائی؟ کیوں کہ جانور بے عقل ہے۔ ان کی شرم کی جگہ اللہ نے دُم سے چھپادی۔ یہ راز اختر سے سن لیجیے، شاید بہت سے لوگوں نے یہ راز نہ سمجھا ہو کہ جانوروں کو دُم کیوں عطا فرمائی اور انسان کو کیوں عطا نہیں فرمائی؟ چوں کہ انسان کو اللہ نے عقل دی، وہ اپنی شرم کی جگہ کو کپڑوں سے چھپا سکتا ہے، جانور بے چارے بے عقل ہیں، اللہ نے ان کے دُم لٹکادی کہ ان کی شرم کی جگہ چھپی رہے۔ آہ! اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کی لاج آئی۔

نمازیوں کو اہتمامِ ستر کا ایک مشورہ

اسی لیے کہتا ہوں کہ پتلون اگر ڈھیلی ڈھالی ہے تو جائز تو ہے مگر کم از کم کرتا پیچھے ہونا چاہیے۔ فیکٹری میں جبکہ انجینئر کام کر رہا ہے تو کیوں کہ مشین میں اس کے کپڑے آجاتے ہیں تو فیکٹری میں جہاں مشینیں چل رہی ہوں وہاں اس کی گنجایش ہے کہ کپڑے کو اندر کرلو کیوں کہ مشین میں کپڑے پھنس جاتے ہیں لیکن مسجد میں کون سی مشینیں لگی ہیں کہ کرتے کو اندر ٹھونسے رہتے ہیں کہ آگے پیچھے سب نظر آرہا ہے۔ یہ غیرت اور شرم کے بھی خلاف ہے۔ یہ میں بہ حیثیت مفتی کے نہیں بتارہا ہوں بہ حیثیت دارالافتاء حیا اور شرم کے بات کر رہا ہوں کہ پچھلا حصہ نظر آتا ہے، شرم آتی ہے۔ اس لیے میں نمازیوں سے کہتا ہوں کہ کرتے کو نکال کر پیچھے ڈال دیجیے تاکہ آگا بھی چھپا ہو، پیچھا بھی چھپا ہو۔ یہ اللہ کے دربار کا ادب ہے اور اس میں کوئی مشکل بھی نہیں۔ اور بے شک فیکٹریوں میں، مشینوں میں جب انجینئر کی حیثیت سے آپ راؤنڈ لگائیں تو آپ بے شک اپنا ساؤنڈر رکھیے لیکن مسجد میں تو کوئی مشین نہیں، یہاں جب

آیئے تو کرتے کو پتلون سے نکال لیجیے تا کہ اگلا حصہ بھی چھپا ہو، پچھلا حصہ بھی چھپا ہو۔ حیا اور شرم اللہ کی عظمت کا حق ہے۔ کتنے بڑے مالک کے سامنے کھڑے ہو۔

داڑھی نشانِ شجاعت اور شعارِ مردانہ ہے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ میں نے دنیا کے عجائب خانوں کے شیروں کو دیکھا کہ سب کے داڑھی تھی، جس نے نہ دیکھا ہو تو کبھی دیکھ لینا کہ شیر ببر جتنے ہوتے ہیں ان کی پوری داڑھی ہوتی ہے اور شیر کی بی بی یعنی شیرنی کے منہ پر بالکل بال نہیں ہوتے۔ ابھی ساؤتھ افریقہ میں دیکھا کہ ایک شیر اور ایک شیرنی سڑک پر بیٹھے ہوئے تھے اور بڑی دُعاؤں کے بعد وہ نظر آئے، تین سو ساٹھ کلومیٹر کا جنگل ہے، کبھی بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی شیر دیکھنا نصیب نہیں ہوتا۔ شیر اختیار میں تو ہے نہیں کہ چلو دکھاؤ، ہم مُلّاؤں کو اللہ تعالیٰ دکھادیتا ہے، دُعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ اتنی دور سے آئے ہیں، شیروں کو حکم دے دے کہ قریب آجائیں تو ایک شیر اور شیرنی بالکل راستے میں بیٹھے ہوئے تھے، دیکھا کہ شیرنی کے چہرے پر ایک بال بھی نہیں اور شیر کی پوری داڑھی۔ تو میں اپنے دوستوں سے جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، ایک سوال کرتا ہوں کہ آپ شیر بننا چاہتے ہیں یا شیرنی؟ جو شیرنی بننا چاہتا ہو ہاتھ اُٹھادے (سب لوگ ہنسنے لگے اور حضرت والا کی تقریر سے سب لوگ محظوظ ہو رہے تھے حتیٰ کہ جن کے داڑھی نہیں تھی وہ بھی مسرور نظر آرہے تھے۔ جامع)

دیکھا آپ نے ایک ہاتھ بھی نہیں اُٹھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو مرد بنایا ہے۔ اس میں اتنا فائدہ ہے کہ جس دن آپ نے داڑھی رکھ لی اسی دن سے آپ کو دنیا میں بھی عزت عطا ہوگی، بیوی بھی دُعا کرائے گی اور خاندان بھی کہے گا کہ صوفی صاحب ذرا ہمیں بھی دُعا میں یاد رکھنا۔ یہ کوئی معمولی نعمت ہے؟

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا سعادتِ عظمیٰ ہے

اور سب سے بڑی سعادت و نعمت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوجائیں گے۔ بتاؤ بیوی کو خوش کردیا، دفتر والوں کو خوش کردیا، سوسائٹی اور معاشرے کو خوش کردیا اور آہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھادیا۔ بخاری شریف میں آپ کا ارشاد ہے کہ داڑھی

کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ وَفِّرُوا اللُّحٰی وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ[۱۰] اور اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰی[۱۱] علماء بیٹھے ہوئے ہیں، پوچھ لیجیے۔ آپ بتائیے کہ جن کی شفاعت کے سہارے ہم جی رہے ہیں ان کا قلب مبارک خوش کر دینا بہتر ہے یا اپنا دل یا بیوی کا دل یا دفتر والوں کا دل؟

دنیا میں بھی عزت

جس نے بھی داڑھی رکھی میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا میں بھی عزت عطا فرمائی۔ پورے پاکستان کی ہاکی ٹیم کا سابق کپتان اور موجودہ کوچ جو پاکستان کی طرف سے ساری دنیا میں بھیجا جاتا ہے، اتنا معزز شخص اس نے داڑھی رکھ لی۔ میں نے پوچھا کہ تمہارے شاگرد جو کھلاڑی ہیں تمہارا مذاق تو نہیں اُڑاتے؟ کہا کہ ہاکی کے جتنے میرے شاگرد کھلاڑی ہیں اب وہ سب مجھے سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صوفی صاحب دُعا کرنا۔ میری تو عزت بڑھ گئی۔ جو داڑھی رکھے گا اس کو ان شاء اللہ تعالیٰ عزت ملے گی اور قیامت کے دن آپ اللہ کے حضور یہ شعر پیش کر سکیں گے ؎

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں

کون سا محبوب؟ مدینہ والا، رب العالمین کا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ؎

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

جیسا جسم ویسی روح

دیکھیے! انسانی ماں کے پیٹ میں انسان کا اسٹرکچر بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں انسان کی روح ڈال دیتا ہے، گدھی اور کتیا کے پیٹ میں پہلے گدھے اور کتے کا اسٹرکچر بنتا ہے پھر اس میں گدھے اور کتے کی روح ڈال دیتے ہیں۔ جیسا اسٹرکچر اور ڈھانچہ ہوتا ہے ویسی ہی روح اس میں

---

۱۰ صحیح البخاری: ۲/۸۷۵ (۵۹۱۳)، باب تقلیم الاظفار، المکتبۃ المظہریۃ
۱۱ صحیح البخاری: ۲/۸۷۵ (۵۹۱۴)، باب اعفاء اللحی، المکتبۃ المظہریۃ

ڈال دی جاتی ہے۔ جب ہم اللہ والوں کا اسٹر کچر اور ظاہر بنائیں گے تو اللہ والوں کے اسٹر کچر میں اللہ تعالیٰ اللہ والوں کی روح ہمارے اندر ان شاء اللہ داخل کر دے گا اور روزانہ بلیڈ استعمال کرنے کی محنت سے بھی بچ جائیں گے۔

جنت میں اہلِ جنت کے داڑھی نہیں ہو گی

اب رہ گیا یہ کہ گال چکنے ہونے کا مزہ کیسے آئے گا؟ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ جب تم لوگ جنت میں داخل ہوگے تو کسی جنتی کے چہرے پر داڑھی نہیں ہو گی، نہ کسی نبی کے داڑھی ہو گی، نہ کسی ولی کے داڑھی ہو گی۔ یَدْخُلُ اَہْلُ الْجَنَّۃِ الْجَنَّۃَ جُرْدًا مُرْدًا مُکَحَّلِیْنَ...الحدیث[۱۲] ایک دم کیسے ہوگے؟ جیسے اٹھارہ سال کا کوئی خوبصورت نوجوان سرخ سفید گالوں پر جیسے قندھاری انار نچوڑا ہوا اور چہرے پر داڑھی کا ایک بال بھی نہ ہو۔ ایسے سب جنتی ہوں گے۔ بس ذرا کچھ دن صبر کرلو، اللہ ورسول کا حکم مان کر چند دن کی دنیا میں داڑھی رکھ لو، ان شاء اللہ پھر جنت میں نہ بلیڈ کی ضرورت ہو گی نہ حجام کی۔ وہاں داڑھی نکلے گی ہی نہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم مان کر رکھ لو، ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی عزت ہو گی۔

انبیاء علیہم السلام کے چہروں پر داڑھی ہونا خود دلیلِ جمال ہے

اور یہی کیا کم ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکل مبارک سے ہماری شکل مشابہ ہو جائے گی۔ اگر داڑھی رکھنے سے چہرہ بدنما لگتا تو داڑھی ہر گز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہ ہوتی۔ اللہ اپنے پیاروں کی شکل کو پیارا ہی بناتا ہے۔ یہی دلیل ہے کہ داڑھی رکھنے سے شکل بدنما نہیں بلکہ خوبصورت ہو جاتی ہے۔ کیا عمدہ شعر ایک نوجوان نے کہا ہے؎

اگر داڑھی کے رکھ لینے سے چہرہ بدنما لگتا
تو پھر داڑھی مرے سرکار کی سنت نہیں ہوتی

داڑھی کے متعلق ایک خاص حکم عرض کیے دیتا ہوں کہ نچلے ہونٹ کے نیچے جو بال ہیں یہ

[۱۲] سنن الترمذی، ۲۸۲/۴، باب ماجاء فی سنن اہل الجنۃ، مطبوعۃ، بیروت

داڑھی کا بچہ کہلاتے ہیں، بعض لوگ انہیں منڈوا دیتے ہیں، داڑھی کا بچہ بھی داڑھی کے حکم میں ہے، اس کا منڈانا بھی حرام ہے۔ اور بعض لوگ خط بناتے بناتے نچلے جبڑے کے آخر تک لے آتے ہیں کہ تین چوتھائی گال فارغ البال ہو جاتا ہے اور داڑھی کی ایک ہلکی سی لکیر رہ جاتی ہے، اس طرح وہ اپنا ذوقِ کمسنی پورا کرتے ہیں۔ تو اس کا مسئلہ یہ ہے کہ جبڑے کے اوپری حصے پر جو بال ہیں، ان کو صاف کرسکتے ہیں لیکن نچلے جبڑے کے بال داڑھی میں شامل ہیں، ان کا منڈانا حرام ہے اور داڑھی تینوں طرف سے ایک مشت ہونی چاہیے، ٹھوڑی کے نیچے بھی ایک مشت اور دائیں اور بائیں جانب بھی ایک مشت۔ داڑھی کو حجام کے حوالے نہ کیجیے، اپنی مٹھی میں اپنی داڑھی پکڑ لیجیے پھر جو مٹھی سے زیادہ ہو اس کو حجام سے ترشوائیے ورنہ خیریت نہیں ہے۔ یہ حجام کہتے ہیں کہ داڑھی سڈول کر دوں؟ اور سڈول کرتے کرتے ڈول کر دیتے ہیں۔ لہٰذا داڑھی تینوں طرف سے اپنی مٹھی میں رکھ کر ترشوائیے، پھر تیل لگا کر اس میں کنگھی کیجیے تاکہ داڑھی خوبصورت معلوم ہو۔ میر صاحب کی داڑھی پر میرا ایک شعر ہے۔ (احقر راقم الحروف سے فرمایا کہ میر صاحب پہلے اپنی داڑھی دکھادو۔ احقر سامعین کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جامع) اب ان کی داڑھی پر میرا شعر سنیے۔

میر کی داڑھی کا نقشہ یوں سنا کرتے ہیں ہم
ناچتا ہو مور جیسے پَر کو پھیلائے ہوئے

میرے چھوٹے پوتے نے کہا کہ دادا میر صاحب کا پَر تو نیچے ناچ رہا ہے لیکن موروں کا پَر تو اوپر ناچتا ہے۔ میں نے کہا کہ بھائی یہ سوال تو تمہارا بہت اچھا ہے۔ بچوں کا بھولا پن اور سادگی۔ (پھر احقر کو بیٹھ جانے کے لیے ارشاد فرمایا۔ جامع)

سر کے بالوں کے احکام

بالوں کے تین طریقے مسنون ہیں: یا تو پورے سر کے بالوں کو اُسترے سے منڈوا دیں یا کانوں کی لَو تک پٹے رکھ لیں یا اگر چھوٹے بال رکھنا چاہیں تو رکھ سکتے ہیں لیکن ہر طرف سے برابر ہوں۔ پیچھے چھوٹے اور آگے سے بڑے جن کو انگریزی بال کہتے ہیں ان کا رکھنا جائز نہیں۔ ان کو تو آپ خود انگریزی بال کہتے ہیں، یہ اسلامی بال کیسے ہو سکتے ہیں؟ اپنے

پیارے نبی کے پیارے طریقوں کو چھوڑ کر غیروں کے طریقے اختیار کرنا، بتایئے! محبت کے خلاف ہے یا نہیں؟

حرمتِ اِسبالِ ازار اور اس کے دلائل

اب ایک دوسرا حکم بتاتا ہوں کہ ٹخنہ چھپانا حرام ہے۔ بعضے کم علم اور لٹریچر نویس جو تھوڑا سا لٹریچر پڑھ کر خود کو مولانا سمجھنے لگتے ہیں، کہتے ہیں کہ ایک حدیث میں ہے کہ اگر تکبر نہ ہو تو کوئی حرج نہیں مگر یہ بتاؤ کہ ان جہلاء کی بات مانوں یا بخاری شریف کے شارح علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی جو ایک لاکھ حدیث کے حافظ ہیں جنہیں حافظ الحدیث کہا جاتا ہے۔ وہ کتاب اللباس جلد ۱۰ میں فیصلہ لکھتے ہیں کہ تمام حدیثیں جمع کرکے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ ٹخنہ چھپانا حرام ہے۔ ایک صحابی نے استثناء مانگا کہ میری پنڈلی سوکھ گئی ہے، ہڈی پر گوشت نہیں ہے اِنِّیْ حَمِشُ السَّاقَیْنِ مجھے ٹخنہ چھپانے کی اجازت دے دیجیے لیکن اس بیماری کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت نہ دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کتنا اہم حکم ہے؟ ایک دوسرے صحابی کو آپ نے دیکھا کہ ان کا ٹخنہ چھپا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے میرے صحابی! لَا تُسْبِلْ اپنا ٹخنہ مت چھپایا کرو، فَاِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْبِلِیْنَ اللہ تعالیٰ ٹخنہ چھپانے والوں سے محبت نہیں کرتا۔[۱۳] کیوں دوستو! ٹخنہ چھپانے سے آپ کو حکومت کی طرف سے کتنا پونڈ ملتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم ہو جانا اس سے بڑھ کر کیا نقصان ہوگا؟ الحمدللہ! یہاں علماء بیٹھے ہوئے ہیں۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ جو ٹخنہ چھپاتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے بات نہیں کرے گا لَا یُکَلِّمُھُمُ اللہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے کلامِ محبت نہیں فرمائیں گے، وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ اللہ تعالیٰ ایسوں کو اپنی نظرِ رحمت سے محروم کردے گا، وَلَا یُزَکِّیْھِمْ اور انہیں توفیقِ تزکیہ نہیں دے گا یعنی ایسوں کو توفیقِ اصلاح بھی نہیں دے گا، وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور انہیں دردناک عذاب ہوگا۔[۱۴]

اب اگر کسی کو ٹھنڈک لگتی ہو یا پیروں میں درد رہتا ہو اور کوئی تکلیف ہو تو وہ موزہ

---

[۱۳] سنن ابن ماجہ: ۳۹۰، باب موضع الازار این ھو، المکتبۃ الرحمانیۃ
فتح الباری: ۱۰/۲۶۴، باب من جر ثوبہ من الخیلاء، بیروت

[۱۴] الصحیح لمسلم: ۱/۷۱، باب ما غلظ تحریم الاسبال، ایچ ایم سعید

پہن لے۔ علامہ خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ بذل المجہود شرح ابوداؤد میں لکھتے ہیں کہ جو لباس نیچے سے آرہا ہو، اس سے ٹخنہ چھپ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ موزہ پہن لیجیے کہ نیچے سے آرہا ہے اور جب بیٹھے ہو، بیٹھنے کی حالت میں معاف ہے۔ دیکھ لیجیے بیٹھے ہوئے سب کا ٹخنہ چھپا ہوا ہے، کوئی حرج نہیں۔ لیٹے ہو، چادر اوڑھ لو اور ٹخنہ چھپالو، کوئی گناہ نہیں لیکن جب چل رہے ہوں یا کھڑے ہوں ان دو حالتوں میں ٹخنہ چھپانا گناہ ہے اور یہ حکم مردوں کے لیے ہے، عورتوں کے لیے نہیں ہے۔

ستر کی حدود اور اس کی حکمت

اور اس کا بھی خیال رکھیے کہ ناف سے گھٹنے تک چھپانا فرض ہے، انگریزوں کو دیکھ کر نیکر پہن کر صبح صبح دوڑ مت لگائیے۔ بعض مسلمانوں کو دیکھ رہا ہوں کہ نیکر پہنے ہوئے ہیں اور گھٹنہ کھلا ہوا ہے۔ ایک صاحب نے پوچھا کہ ناف سے گھٹنہ تک چھپانا کیوں فرض ہو گیا؟ جبکہ اصل مقام جو چھپانا ہے وہ لنگوٹ سے بھی چھپ جاتا ہے۔ میں نے کہا کہ جہاں فوجی افسر رہتے ہیں وہاں حکومت کی طرف سے دور تک تار لگا دیا جاتا ہے تا کہ فوجی افسروں کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ وہ صاحب ہنسے اور کہا کہ بس سمجھ میں بات آگئی۔

روحانی بیوٹی پارلر

یہ چند باتیں جو ذہن میں آگئیں درمیان میں کہہ دیں۔ اچھا بتائیے آج کل لڑکیاں جب شادی کے بعد رخصت ہو کر شوہر کے پاس جاتی ہیں تو ان کو بیوٹی پارلر میں داخل کرتے ہیں جہاں ان کو سر سے پیر تک سجایا جاتا ہے۔ اگر کوئی پیر یا مولوی آپ کو سر سے پیر تک روحانی بیوٹی پارلر میں سجادے کہ جب قیامت کے دن آپ پیش ہوں تو اللہ تعالیٰ خوش ہو جائیں تو کیا یہ ظلم ہے؟ کیا آپ روحانی بیوٹی پارلر میں حسین و جمیل نہیں ہونا چاہتے؟ کیا آپ اپنی ادائے بندگی کو ایسا سنوارنا نہیں چاہتے کہ جب قیامت کے دن پیش ہوں تو اللہ تعالیٰ خوش ہو جائیں؟ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا مانگی کہ اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُبِكَ اَنْ تَصُدَّ عَنِّیْ

وَجْهَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ[۱۵] اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ قیامت کے دن آپ اپنا چہرہ مجھ سے پھیر لیں۔ یہ دُعا آپ نے اس لیے مانگی کہ ہم اُمت کے لوگ سیکھ لیں کہ یوں اللہ سے مانگا کرو ورنہ آپ تو معصوم بخشے بخشائے اور محبوبِ ربّ العالمین ہیں۔ اس لیے دوستو! جلدی جلدی سر سے پیر تک ہم سب ان ہی کے بن جائیں۔ ہم آپ کس کے ہیں؟ بتایئے! اللہ کے ہیں یا نہیں؟ ؎

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
ان ہی کا ان ہی کا ہوا جارہا ہوں

قبر میں انسان کی بے کسی

نفس و شیطان اور یہ معاشرہ اور بیوی یہ سب کچھ کام نہیں دیں گے۔ قبر میں جب جنازہ اُترتا ہے تو بتایئے کس کی بیوی قبر میں ساتھ جاتی ہے؟ کس کے دوست احباب جاتے ہیں؟ پاپڑ اور سموسے جاتے ہیں؟ گجراتی دوستو! دستر خوان پر تمہارے دو معشوق بہت اہم ہیں، اگر سموسہ اور پاپڑ نہ ہوں تو میزبان کو جھانپڑ دکھاتے ہو کہ تم نے ہماری کیا خاطر کی؟

خوش رہنے کا طریقہ

بس اللہ تعالیٰ کو خوش کر لیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے احساناً ذمہ لیا ہے کہ وہ ہمیں خوش رکھیں گے۔ جو بچہ اپنے ابا کو خوش رکھتا ہے ابا اپنے اس بیٹے کو خوش رکھتا ہے۔ جو بیوی اپنے شوہر کو خوش رکھتی ہے، وہ شوہر بھی اپنی بیوی کو خوش رکھتا ہے۔ جو شاگرد اُستاد کو خوش رکھے، اُستاد بھی اس کی خوشیوں کے لیے دُعائیں مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہم جتنا خوش رکھیں گے زمین پر اتنے ہی خوش رہیں گے۔

ایک عبرت انگیز واقعہ

میں اپنے خاندان کا ایک قصہ سناتا ہوں۔ میرے خاندان میں ایک بڑے میاں

۱۵؎ المعجم الکبیر للطبرانی: ۷/۲۵۸، کنز العمال: ۷/۴۳۲ (۱۹۶۴۳)، فصل فی ارکان الصلوۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

تھے، میں نے کہا کہ داڑھی رکھ لو، کہنے لگے کہ داڑھی بہت مشکل معلوم ہوتی ہے، میں نے کہا کہ دیکھو جب قبر میں جنازہ اُترے گا تو یہ گال کیڑے کھا جائیں گے، پھر یہ زمین بھی نہ رہے گی، جلدی سے سبزہ اُگالو، جلدی سے باغِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لگالو۔ لیکن نہیں مانے۔ پھر ان کو کینسر ہو گیا، گال پر ایک دانہ تھا، اس کو گھوڑے کے بال سے انہوں نے باندھ دیا، وہ زخم سڑ گیا، گال میں سوراخ ہو گیا اور کینسر ہو گیا اور گال سے ایک ایک چھٹانک مواد نکلنے لگا تو اس وقت داڑھی رکھ لی۔ میں نے بہت دن کے بعد دیکھا تو کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ داڑھی رکھ لی۔ کہنے لگے کہ کینسر کی وجہ سے میرے گال میں سوراخ ہو گیا جس سے لوگ گھن کرتے تھے تو میں نے داڑھی سے وہ سوراخ چھپالیا۔ میں نے کہا کہ کاش! آپ اللہ کے لیے داڑھی رکھتے تو اللہ کا پیار نصیب ہو جاتا۔ مسلسل نافرمانی سے عقل بھی معذّب ہو جاتی ہے۔ دوستو! بس اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے معلوم نہیں کس وقت مالک ناراض ہو جائیں اور کسی عذاب میں ابتلاء ہو جائے۔

سُکھ میں اللہ کو یاد رکھنے کا انعام

اس لیے حدیثِ پاک میں ہے کہ جو سُکھ میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے دُکھ میں اللہ تعالیٰ بھی اس کو یاد رکھتے ہیں **اُذْكُرُوا اللهَ فِي الرَّخَاءِ** سکھ اور عافیت میں اللہ کو یاد رکھو **يَذْكُرْكُمْ فِي الشِّدَّةِ** اللہ تعالیٰ تم کو دکھ میں یاد رکھیں گے۔[۱۶] اس لیے دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ جنہوں نے داڑھیاں نہیں رکھی ہیں وہ رکھ لیں۔ اور جنہوں نے رکھ لی ہیں لیکن چھوٹی ہیں، وہ ایک مشت رکھ لیں۔ دوستو! اس میں دیر نہ کیجیے زندگی کا کیا بھروسہ ہے؟ جوان یہ نہ سوچیں کہ جب بوڑھے ہو جائیں گے تو رکھ لیں گے ؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تورہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

اور جو بوڑھے ہو چکے، بال سفید ہو چکے، انہیں اب کس چیز کا انتظار ہے؟

---

۱۶ مصنف ابن ابی شیبۃ: ۳۷۵/۱۳، باب کلام الضحاك بن قیس، مؤسسۃ علوم القرآن

مونچھوں کے احکام

اور مونچھیں اتنی بڑی رکھنا جائز نہیں جس سے ہونٹ کا کنارہ چھپ جائے۔ **شُفعہ عُلیا** کا طرف آخر یعنی اوپر کے ہونٹ کا آخری کنارہ نہ چھپنا چاہیے۔ اوّل تو مونچھوں کو بالکل برابر کرلیجیے، افضل درجہ یہی ہے۔ اپنے بیٹوں کے لیے کیا چاہتے ہو کہ فرسٹ ڈویژن پاس ہوں یا سیکنڈ ڈویژن؟ جب فرسٹ ڈویژن چاہتے ہیں تو دین میں فرسٹ ڈویژن یہ ہے کہ مونچھوں کو بالکل باریک کرلیا جائے۔ حضرت عبد اللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا عمل شیخ الحدیث صاحب نے اوجز المسالک شرح موطا امام مالک میں لکھا ہے کہ مونچھوں کو اتنا باریک کرتے تھے کہ ہونٹوں کی سفیدی دور سے نظر آتی تھی۔ اور باریک مونچھوں سے بیویوں کو بہت خوشی ہوتی ہے۔ میرے یہاں فرانس کے ایک طالب علم کے مونچھیں تھیں، اگرچہ بہت بڑی نہیں تھیں۔ میں نے کہا کہ ان کو باریک کرلو۔ کہنے لگے کہ میرا منہ چھوٹا ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ میرے کہنے پر عمل کرلو، اگر پھر منہ چھوٹا لگے تو دوبارہ رکھ لینا۔ مونچھیں باریک کرکے گھر گیا اور بیوی نے دیکھا تو بہت خوش ہوئی۔ پھر ہنستا ہوا آیا کہ بیوی نے تو مجھے بہت شاباشی دی اور آپ کو بڑی دُعا دے رہی ہے اور مجھ سے کہا کہ آپ کے ہونٹوں کو دیکھ کر تو آج مجھے بہت لطف آرہا ہے۔ میں نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ؎

اپنے لبوں کو ان کے لبوں کی طرح کیا

مونچھوں کو باریک کرنا بہت اہم سنت ہے۔ یاد رکھیے جو بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں بیویوں کو سخت ناگوار ہوتا ہے۔ ہر سنت میں راحت ہی راحت ہے۔

دوستو! اپنے لیے اور آپ سب کے لیے یہ دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ایسا یقین و ایمان عطا فرمائے کہ ہم اپنی زندگی کی ہر سانس اپنے مالک و خالق اور زندگی دینے والے پر فدا کردیں اور ایک سانس بھی اپنے مالک کو ناراض نہ کریں۔ بتایئے ایسے ایمان و یقین کی ضرورت ہے یا نہیں؟

صحبتِ اہل اللہ کی تاثیر اور اس کی ایک مثال

اور ایسا ایمان و یقین اہل یقین و اہل تقویٰ اور اولیاء اللہ کی صحبتوں سے ملتا ہے۔ اسی

لیے کہتا ہوں کہ زندگی میں چالیس دن کسی اللہ والے کے پاس رہ لیجیے پھر دیکھیے کیسا ایمان ویقین ملتا ہے۔ انڈا مرغی کے پروں میں اکیس دن میں زندگی پا جاتا ہے، بچہ چھلکا خود توڑ دیتا ہے اور بزبانِ حال کہتا ہے ؎

کھینچی جو ایک آہ تو زِنداں نہیں رہا
مارا جو ایک ہاتھ گریباں نہیں رہا

اسی طرح بدون صحبتِ اہل اللہ کے ایمانی حیات نہیں ملتی۔ جن علماء نے اللہ والوں کی صحبت اُٹھائی دیکھ لیجیے کہ ان کا کیا حال ہے؟ کیسا ایمان ویقین ہے؟ وہ معاشرے اور زمانے پر غالب ہیں اور جنھوں نے اللہ والوں سے استغنا برتا، آپ ان کے علم و عمل میں فاصلے پائیں گے۔

جعلی پیروں کے حال کا جال

تو میں عرض کر رہا تھا کہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج کل لوگ جس کو دیکھتے ہیں کہ خوب کود رہا ہے، گریبان پھاڑ دیا سمجھتے ہیں کہ یہ بہت بڑا اللہ والا ہے۔ ایک جعلی پیٹو مقرر تھا، اسے جب کوئی زمیندار بلاتا کہ ہمارے یہاں وعظ کہہ دو تو پُرانا بوسیدہ کپڑا پہن کر جاتا تھا، پھر تقریر کے دوران اپنے اوپر حال لاتا تھا اور زور سے اِلَّا اللّٰہُ کا نعرہ لگا کر کپڑے پھاڑ دیتا تھا۔ زمیندار بے چارہ مہمان کی عزت کا خیال کر کے نیا جوڑا بنوا دیتا تھا کہ اس ظالم نے میرے یہاں کپڑا پھاڑا ہے، اب اس کو ننگا کیسے واپس کروں؟ تو یہ لوگ ایکٹنگ کرتے ہیں، حال وال نہیں آتا، وہ ایکٹنگ ہے۔ اصلی حال تو اللہ والوں کا ہوتا ہے لیکن وہ دنیا سے بے غرض اور ان کی علامات ہی کچھ اور ہوتی ہیں۔ جعلی پیروں کے حال پر اب مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وہ شعر سناتا ہوں، بہت مزے دار شعر ہے۔ فرماتے ہیں ؎

حال تیرا جال ہے مقصود تیرا مال ہے
کیا خوب تیری چال ہے لاکھوں کو اندھا کر دیا

بڑے بڑے ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، انگریزی داں، اور پڑھے لکھے وہاں پھنسے ہوئے ہیں۔ حالاں کہ دیکھ رہے ہیں نہ یہ نماز پڑھتا ہے نہ کچھ، ہر وقت دھبا دھب طبلہ چل رہا ہے۔

سچا مرشد عظیم الشان نعمت ہے

اس زمانے میں جس کو اللہ تعالیٰ سچا مرشد عطا فرما دے سمجھ لو کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ میرے شیخ اس بات کو کہہ کر رونے لگتے تھے کہ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ عبد الغنی ہم نے تجھے حکیم الاُمت مجدّد الملت تھانوی جیسا پیر دیا تھا تو نے اس کا کیا شکر ادا کیا؟ تو یہی کہوں گا کہ اے اللہ! اس نعمت کا شکر مجھ سے ادا نہیں ہو سکا اور حضرت یہ کہہ کر رونے لگتے تھے۔ کسی کو سچا پیر مل جائے تو یہ عظیم الشان نعمت ہے، اور اصلی پیر وہ ہے جو دل کی پیرا نکال دے اور پیرا کے معنیٰ ہیں درد، تکلیف، دکھ، یعنی اللہ سے غفلت کا کینسر اچھا کر دے۔

حفاظتِ نظر کے لیے قصدِ عدمِ نظر ضروری ہے

اور سب سے بڑی نعمت ہے کہ بندے کو گناہ چھوڑنے کی ہمت نصیب ہو جائے۔ آپ بتائیے کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض رکھنا اگرچہ ایک سانس کے لیے ہو، اگرچہ لندن کی سڑکوں پر ہو، کیا کوئی اچھی بات ہے؟ یہاں لوگ کہتے ہیں کہ صاحب میرا ارادہ تو نہیں تھا لیکن نظر پڑ گئی۔ میں نے کہا کہ اس شہر لندن کے لیے اور اس ملک برطانیہ کے لیے عدمِ قصدِ نظر کافی نہیں ہے، اس ملک میں یہاں جو گھر سے نکلے اور دیکھنے کا ارادہ نہیں وہ محفوظ نہیں رہ سکتا، بلکہ ارادہ کر کے چلو کہ نہیں دیکھنا ہے، آسمان والے کے ساتھ مشغول رہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میری نظر پر ہے اور میری نظر کس پر جا رہی ہے؟

حفاظتِ نظر کا انعامِ عظیم

آپ کہیں گے کہ صاحب یہ تو بہت بڑا مجاہدہ ہے میں کہتا ہوں کہ اس پر انعام بھی تو عظیم ہے۔ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو نظر بچاتا ہے، میں اس کو حلاوتِ ایمانی دوں گا، ایمان کی مٹھاس، اپنی محبت کی حلاوت۔ علامہ ابنِ قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آنکھ کا حرام مزہ چھڑا کر دل میں حلاوتِ ایمانی یعنی ایمان کا حلال مزہ ڈال دیا، بصارت کی حرام لذت لے کر بصیرت دے دی۔[۱۷] دیکھنا ہے تو آسمان کو دیکھیے، بزرگوں کو

---

[۱۷] الجواب الکافی لابن القیم الجوزی: ۱۶۴، فصل فی مداخل المعاصی

دیکھیے، قرآن پاک کو دیکھیے، بیوی کو دیکھیے، بچوں کو دیکھیے، ماں باپ کو دیکھیے۔ جب نامحرم شکلیں آجائیں اس وقت نظریں نیچی کرلیجیے جس پر مجھے اپنا ایک پُرانا اور مزے دار شعر یاد آگیا۔ یہ آپ لوگوں کی کرامت اور برکت ہے۔

جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے

جب کوئی نامناسب، نمکین شکل سامنے آگئی تو نظر نیچی کرلی جیسے کچھ دکھلائی ہی نہیں دیتا۔ اگر آندھی چل رہی ہو، ریت کے ذرّے اُڑ رہے ہوں، خاک اُڑ رہی ہو، اس وقت کیا کریں گے ؟ کیا اس وقت کوئی آنکھ پھاڑ کر دیکھے گا بیل کی طرح؟ تو یہ حسین شکلیں کسی بالو سے اور کسی ریت سے کم ہیں؟ بالو (ریت) تو آنکھ ہی کو نقصان پہنچاتا ہے، یہ تو ہمارا ایمان ضایع کرتے ہیں اس لیے۔

جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گے وہ سامنے سے بینا بن گئے

یورپ میں حفاظتِ نظر سے ولایتِ عظمیٰ مل سکتی ہے

نامحرم شکل سامنے سے ہٹ جائے تو اب خوب دیکھو۔ تھوڑی دیر کا مجاہدہ ہے اور اگر مجاہدہ زیادہ ہے تو حلاوتِ ایمانی بھی تو زیادہ ملے گی، آپ کون سے نقصان میں جارہے ہیں؟ بزنس خسارے میں نہیں ہے، بڑے نفع میں جارہی ہے۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ لندن میں اگر کوئی نظر بچالے تو بہت بڑا ولی اللہ ہو جائے گا۔ اس ملک میں اگر کوئی نظر کی حفاظت کرلے تو بابا فرید الدین عطار اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری جیسے بڑے بڑے اہلِ نسبت پیدا ہوسکتے ہیں۔ بس تھوڑی سی ہمت کرلیجیے، پکا ارادہ کرلیجیے۔

بدنظری میں بے چینی اور حفاظتِ نظر میں عافیت

اچھا ذرا کوئی بتائے کہ ان کو دیکھنے سے کیا ملتا ہے؟ سوائے دل کے تڑپانے کے۔ رات بھر تڑپو، دن بھر تڑپو۔ ایک شخص نے حضرت حکیم الاُمت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ میں جب نہیں دیکھتا ہوں تو دل تڑپ کر رہ جاتا ہے کہ ہائے کیسی شکل رہی ہوگی تو حضرت حکیم الاُمت نے پوچھا کہ جب تم نہیں دیکھتے ہو تو وہ تڑپ زیادہ دیر تک رہتی ہے یا دیکھنے کے

بعد؟ لکھا کہ جب نہیں دیکھتا ہوں تو دو تین منٹ خیال آتا ہے پھر نہیں آتا لیکن جب دیکھ لیتا ہوں تو بَہتّر گھنٹے اس کا غم ستاتا ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ خود فیصلہ کرلو کہ نہ دیکھنے میں عافیت ہے یا دیکھنے میں؟ اور فرمایا کہ بد نظری احمقانہ گناہ ہے۔ جو چیز اپنے اختیار میں نہ ہو دوسروں کا مال دیکھ دیکھ کر دل کو تڑپانا احمقانہ بات ہے یا نہیں؟ اور ایسا شخص احمق ہے یا نہیں؟ ارے میاں! گھر کی دال روٹی جو اللہ نے حلال کی دی ہے وہ تمام بریانیوں سے بہتر ہے۔

اپنی بیویوں کی قدر کیجیے

جو لیلیٰ بدستِ مولیٰ ملی ہے وہ دنیا بھر کی تمام لیلاؤں سے اعلیٰ ہے کیوں کہ بدستِ مولیٰ ملی ہے۔ اپنی بیوی کو لیلیٰ کہو اور اگر بڈھی ہوگئی تو اس سے یہ کہو کہ اے میری بڑھیا، شکر کی پڑیا، ارے واہ ری میری گڑیا اور اللہ پر نظر رکھو کہ میرے مولیٰ نے اس کو دیا ہے۔ پھر دیکھو اللہ تعالیٰ کتنا خوش ہوتے ہیں۔ کتنے لوگ بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے اولیاء اللہ ہوگئے اور بیویوں کو ستانے سے کتنے لوگ عذاب میں مبتلا ہوگئے۔ خاص کر جو رومانٹک قسم کے لوگ ہیں جب اس کا نمک جھڑ گیا تو ادھر دیکھتے بھی نہیں، ہر وقت دھمکی دیتے ہیں کہ اب میں دوسری شادی کروں گا، آپ پر تو بڑھاپا طاری ہوگیا اور جب تم بڈھے ہوگے تو وہی بیوی کہہ دے کہ او بڈھے نکل گھر سے تب پتا چلے گا۔ یہ کیا بات ہے، حسن کوئی اختیار میں ہے؟ ارے بچے ہوگئے، باپ دادا بن گئے، اب ڈیپارچر کا خیال کرو۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب پوتا ہوجائے تو دادا کو چاہیے کہ اب قبرستان کا خیال کرے کیوں کہ پوتا بزبانِ حال کہتا ہے کہ دادا میاں اب گھر میں جگہ نہیں اب جاؤ قبرستان۔

(حضرتِ والا نے دریافت فرمایا کہ کیا وقت ہوگیا۔ احقر راقم الحروف نے یاد دلایا کہ حکیم جالینوس کا قصہ باقی رہ گیا تو حضرتِ والا نے خوش ہوکر فرمایا کہ ماشاء اللہ جزاک اللہ اور سامعین سے فرمایا کہ میر صاحب کو آپ سب لوگ جزاک اللہ کہیں ورنہ ہم یہ قصہ بھول ہی گئے تھے۔ جامع)

حکیم جالینوس کا واقعہ

حکیم جالینوس جب ٹہل کر آیا تو اس نے ملازم سے کہا کہ مجھے ایک خوراک پاگلوں والی دوا کھلا دو۔ عطّار نے کہا کہ آپ اتنی جلدی کیسے پاگل ہو گئے؟ آدمی آہستہ آہستہ پاگل ہوتا ہے۔ حکیم جالینوس نے کہا کہ ایک پاگل مجھ کو دیکھ کر آج خوش ہوا ہے، اس کا خوش ہونا اور ہنسنا اور مجھے آنکھ مارنا یہی دلیل ہے کہ میں کچھ پاگل ضرور ہوں۔ اگر کچھ پاگل نہ ہوتا تو وہ پاگل مجھے دیکھ کر خوش نہ ہوتا کیوں کہ پاگل کو پاگل ہی سے مزہ آتا ہے۔ اس کو جو مجھ سے مناسبت محسوس ہوئی یہ دلیل ہے کہ مجھ میں کچھ نہ کچھ پاگل پن ضرور ہے، چاہے تھوڑا سا ہی سہی۔

اہل اللہ سے مناسبت علامتِ سعادت ہے

اب مولانا رومی بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی گناہ گار بندہ چاہے وہ شراب پیتا ہو، داڑھی بھی نہ رکھتا ہو، بے نمازی بھی ہو، لیکن وہ کسی ولی اللہ کو دیکھ کر خوش ہو جائے تو سمجھ لو کہ یہ کسی وقت ولی اللہ ہونے والا ہے۔ یہ اللہ کا کچھ عاشق ضرور ہے، اس کے اندر عشقِ الٰہی کے جراثیم موجود ہیں۔ اللہ والوں کو دیکھ کر جس شخص کا دل خوش ہو جاوے تو سمجھ لو کہ اس کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت موجود ہے۔

اب کافی دیر ہو گئی ہے۔ جو آیت میں نے تلاوت کی تھی اس وقت صرف اس کا ترجمہ کیے دیتا ہوں، بقیہ مضمون ان شاء اللہ تعالیٰ پھر کسی اور مقام پر بیان کروں گا، کیوں کہ زیادہ بیان سے میں تھک جاتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ مولویوں کے وعظ میں مزہ نہیں آتا مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور یہ میرے بزرگوں کا صدقہ ہے کہ لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہے ہیں۔ اس وقت میں یہ شعر پڑھتا ہوں ؎

زمانہ بڑے غور سے سن رہا تھا
ہم ہی تھک گئے داستاں کہتے کہتے

اور میرا ایک شعر یہ بھی ہے ؎

جہاں دے کر ملا ہے دل میں وہ جانِ جہاں مجھ کو
بہت خونِ تمنا سے ملا سلطانِ جاں مجھ کو

اور جنگلوں کے سنّاٹے میں کیوں جاتا ہوں ؎

مری صحرا نوردی اور میری چاک دامانی
بہت مجبور کرتی ہے مری آہ و فغاں مجھ کو

اب آگے کا شعر سنیے کہ میں آپ لوگوں میں کیوں بیان کر رہا ہوں ؎

کہاں تک ضبطِ غم ہو دوستو راہِ محبت میں
سنانے دو تم اپنی بزم میں میرا بیاں مجھ کو

مجھے خدائے تعالیٰ کی رحمت پر اعتماد ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اختر کے شامل حال ہو تو دنیا بھر کے بادشاہوں کو بٹھا دو ساری دنیا کے تاجروں کو بٹھالو اور ساری دنیا کے لیلیٰ مجنوں اور رومانٹک دنیا کو بٹھالو اور مجھے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے درد بھرے دل سے بیان کا شرف عطا فرمائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ بادشاہوں کو اپنے تخت و تاجِ سلطنت نیلام ہوتے نظر آئیں گے اور آفتاب وچاند کو اپنی روشنیاں پھیکی نظر آئیں گی اور ساری دنیا کے لیلیٰ و مجنوں اور دنیائے رومانٹک سب اپنے کو بحر اٹلانٹک میں غرق پائیں گے۔ اللہ کی محبت کے سامنے سارے عالم کی کیا حقیقت ہے۔

محبتِ الٰہیہ کی لذت بے مثل ہے

دوستو! اسی لیے کہتا ہوں کہ کسی اللہ والے سے اللہ کی محبت کو دل میں پالیجیے۔ آپ سے بڑا دنیا میں کوئی مال دار نہیں ہو گا۔ خالقِ دو جہاں جس کے ساتھ ہو اس کی قیمت کا کیا پوچھنا ہے اور ایسا مزہ ایسا مزہ ملے گا جس کی لذت کو دنیا کی کوئی لغت بیان نہیں کر سکتی۔ جو سارے عالم کو شکر دے سکتا ہے وہ خود کتنا میٹھا ہو گا! سارے عالم کے گنّوں میں رس کون پیدا کرتا ہے؟ اگر خدا گنّوں میں رس نہ دے تو گنّے مچھر دانی کے ڈنڈے ہو جائیں۔ جو اللہ سارے عالم کو شکر دیتا ہے اس کی مٹھاس کا کیا عالم ہو گا؟ لیکن ہمیں کیوں محسوس نہیں ہوتا؟ کیوں کہ ہمیں دنیا کی محبت کا ملیریا چڑھا ہوا ہے۔ جسے بخار ہے، قے ہو رہی ہے، اسے کباب بریانی کا مزہ

آئے گا؟ چند دن کسی اللہ والے کے ساتھ رہ لو پھر دیکھو کہ اللہ کا نام لینے میں کیا مزہ آتا ہے ؎

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد

اے دل! یہ چینی زیادہ میٹھی ہے یا چینی کا خالق؟ ؎

اے دل ایں قمر خوشتر یا آنکہ قمر سازد

اے دل! یہ چاند زیادہ حسین ہے یا چاند کا بنانے والا؟ آہ ؎

بالب یارم شکر را چہ خبر

میرے اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت کو شکر کیا جانے، ادنیٰ سی مخلوق ہے، اس کی مٹھاس بھی مخلوق ہے اور ؎

بارُخش شمس و قمر را چہ خبر

اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے سامنے سورج اور چاند کیا بیچتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے جلوؤں کے سامنے سورج اور چاند کی روشنی کیا جانے کہ روشنی کس چیز کا نام ہے؟ ایک اللہ والا شاعر کہتا ہے ؎

ترے جلوؤں کے آگے ہمتِ شرح و بیاں رکھ دی

زبانِ بے نگہ رکھ دی نگاہِ بے زباں رکھ دی

کیا عرض کریں ان کی تجلیات کے بیان کے لیے الفاظ نہیں۔ مولانا رومی خود فرماتے ہیں کہ جب عرشِ اعظم سے اللہ کے قرب کی خوشبو حالتِ ذکر میں جلال الدین رومی اپنی روح میں محسوس کرتا ہے تو ساری دنیا کی لغت سے میں اس کی تعبیر نہیں کرسکتا، کیوں کہ ساری دنیا کی لغت فارسی ہو، ترکی ہو، عربی ہو، سب مخلوق ہے اور خالق غیر محدود عظمتوں والا ہے تو اس کی غیر محدود عظمتوں کو مخلوق کی محدود لغت سے میں کیسے تعبیر کرسکتا ہوں؟

شرحِ صدر اور اس کے معنیٰ

اب اس آیت کا ترجمہ کرتا ہوں۔ حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً مسجدِ نبوی کے منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اے لوگو! اس وقت قرآنِ پاک کی ایک

آیت نازل ہوئی ہے، وہ سنانا مجھ پر فرض ہے، لٰہذا سن لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کو ہم ہدایت دینا چاہتے ہیں اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں۔ فَمَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنۡ یَّھۡدِیَہٗ یَشۡرَحۡ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلَامِ۔ یہاں اَنۡ مصدریہ ہے یعنی مَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ ھِدَایَتَہٗ۔ اللہ تعالیٰ جس کی ہدایت کا ارادہ فرماتے ہیں اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں۔ صحابہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے پیارے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اللہ تعالیٰ سینے کو کس طرح کھولتے ہیں؟ فرمایا کہ سینہ اس طرح کھلتا ہے کہ اس میں اپنا ایک نور داخل کر دیتے ہیں جس سے اس کا دل بہت وسیع ہو جاتا ہے۔

ایک ہاتھی نشین نے ایک جھونپڑی والے سے کہا کہ میں تجھ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں تو غریب جھونپڑی والے نے کہا کہ آپ سے کون دوستی کرے؟ آپ تو میرے یہاں ہاتھی پر بیٹھ کر آئیں گے، میری تو جھونپڑی ہی مسمار ہو جائے گی، نہ میں رہوں گا نہ میری جھونپڑی رہے گی۔ اس نے کہا کہ میں جس غریب سے دوستی کرتا ہوں اس کا گھر اتنا بڑا بنوا دیتا ہوں کہ میں ہاتھی پر بیٹھ کر آسکوں۔ اللہ تعالیٰ جس کے قلب کو اپنے لیے قبول فرماتے ہیں اس کو اتنا بڑا کر دیتے ہیں کہ سارے احکام کا بجالانا اس کو آسان اور سارے گناہوں سے بچنا اس کو سہل ہو جاتا ہے۔

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

جس کو وہ اپنا بناتے ہیں اس کے دل کو خود پتا چل جاتا ہے کہ وہ مجھے اپنا بنا رہے ہیں، اسے محسوس ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنا بنانا چاہتے ہیں۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

دل میں نورِ ہدایت آنے کی علامات

پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول

(صلی اللہ علیہ وسلم)! سینہ کھلنا تو آپ نے بتادیا کہ ہدایت کا نور دل میں آجاتا ہے لیکن کیا اس کی کوئی علامت بھی ہے؟ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درجات کو بلند فرمائے کہ انہوں نے یہ سوال کیا کہ نورِ ہدایت کے دل میں آنے کی علامت کیا ہے؟ ورنہ انگریز کہہ سکتا تھا کہ ہمارے دل میں بہت نور ہے، دیکھتے نہیں کہ ہماری چمڑی میں بھی اُجالا آگیا ہے، تم کالو اور ہندوستانیو! کیا جانو کہ نور کیا چیز ہے؟ بتایئے کہہ سکتا تھا کہ نہیں؟ صحابہ کرام کا احسان ہے کہ ان کے سوال سے نورِ ہدایت کی علامات کا ہم کو علم ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نور کے دل میں آنے کی تین علامات ہیں۔ دوستو! غور سے سنیے اور غور کیجیے کہ ہمارے دلوں میں ہدایت کا یہ نور کس حد تک داخل ہوا ہے؟

نورِ ہدایت کی پہلی علامت

پہلی علامت یہ فرمائی کہ اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ دنیا جو دھوکے کا گھر ہے اس سے وہ کنارہ کش رہتے ہیں۔ دنیا میں رہتے ہیں لیکن دنیا سے دل نہیں لگاتے۔ کشتی کو پانی میں چلاتے ہیں لیکن پانی کو کشتی کے اندر نہیں گھسنے دیتے۔ کشتی بغیر پانی کے چل سکتی ہے؟ پانی ہی پر چلتی ہے لیکن پانی کو اندر نہیں گھسنے دیتے۔ اگر غلطی سے پانی کچھ اندر آگیا تو کشتی والے ایک ملازم رکھتے ہیں جو ڈبہ میں پانی بھر بھر کر کشتی کے باہر پھینک دیتا ہے، کیوں کہ اگر کشتی میں پانی بھر جائے تو کشتی بچے گی؟ جن کے دلوں میں دنیا گھس گئی ہے آج ان کا یہ حال ہے۔

نہ نماز ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ ہے نہ حج ہے
تو پھر اس کی کیا خوشی ہو کوئی جنٹ کوئی جج ہے

بلکہ وہ چنٹ بھی ہے، لاکھ جنرل مرچنٹ رہے۔

تو پہلی علامت یہ ہے کہ دنیا جو دھوکے کا گھر ہے اس سے دل نہیں لگاتے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کا نام دھوکے کا گھر کیوں رکھا؟ جب جنازہ قبر میں اترتا ہے تو تاجر صاحب کا کاروبار قبر میں جاتا ہے؟ ان کی مرسڈیز اور شاندار گاڑیاں جاتی ہیں؟ ان کے سموسے اور پاپڑ جاتے ہیں؟ ان کے موبائل جن پر وہ ٹہل ٹہل کر، زاویے بدل بدل کر اور

شان دکھانے کے لیے عجیب عجیب منہ بناکر بات کرتے ہیں بتاؤ! وہ قبر میں ساتھ جاتے ہیں؟ اسی لیے دنیا دھوکے کا گھر ہے کہ جب جنازہ قبر میں اترتا ہے تو کوئی ساتھ نہیں دیتا، نہ کاروبار، نہ سموسہ، نہ پاپڑ۔

بس جس کے دل میں ہدایت کا نور داخل ہوتا ہے اس کی پہلی علامت یہ ہے کہ دنیا جو دھوکے کا گھر ہے اس سے وہ دل نہیں لگاتا۔ جسم سے وہ دنیا میں رہتا ہے، بیوی بچوں کا بھی حق ادا کرتا ہے، کاروبار بھی کرتا ہے، کار بھی رکھتا ہے لیکن دل میں اس کے یار ہوتا ہے یعنی محبوبِ حقیقی اللہ تعالیٰ شانہٗ۔ اس حقیقت کو اگر کوئی مشکل سمجھ رہا ہو تو وہ میرا ایک اُردو شعر سن لے ؎

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

نورِ ہدایت کی دوسری علامت

لیکن اس علامت میں حدیث کے ظاہری الفاظ سے غلط معانی نکال کر ہندو جوگی اور راہب بھی شامل ہوسکتے تھے جو دریا کے کنارے دنیا سے بظاہر کنارہ کش ہوجاتے ہیں لیکن کلامِ نبوت کی بلاغت کا اعجاز ہے کہ دوسری علامت نے جوگیوں اور راہبوں کو اس زُمرے سے نکال دیا۔ وہ کیا ہے؟ آخرت کی طرف ہر وقت توجہ وَالْاِنَابَۃُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوسری علامت یہ ہے کہ جنت اور آخرت کی طرف ان کے دل میں ہر وقت خیال رہتا ہے کہ ہمیں اپنے ربّ کی طرف واپس جانا ہے۔ دیکھیے! میں یہاں کراچی سے آیا ہوں، لندن میرے لیے پردیس ہے یا نہیں؟ تو آپ بتائیے کہ کیا میں کراچی کو بھول جاؤں گا؟ ایسے ہی جو اصلی عقل مند لوگ ہیں وہ دنیا سے آخرت کی طرف جانے کا ہر وقت خیال رکھتے ہیں کہ ایک دن دنیا سے جانا ہے، اپنے وطن جانا ہے، اپنے مولیٰ سے ملنا ہے۔ اس لیے جلدی جلدی وہ آخرت کو کرنسی ٹرانسفر کرتے رہتے ہیں، کیوں کہ دیکھتے ہیں کہ ایک دن سب چھوٹ جائے گا اور یہیں رہ جائے گا لہٰذا جلدی سے کوئی مسجد بنوادی، کوئی مدرسہ بنوادیا۔ لہٰذا عقل مند مال دار لوگ جو اللہ والوں کی صحبت میں رہتے ہیں، اس طرح جلدی جلدی اپنی رقم ٹرانسفر کرتے رہتے ہیں کہ کسی مسجد میں لگادیا، کسی

مدرسے میں رقم لگادی یا زمین خرید کر کسی اللہ والے عالم کو دے دی کہ آپ یہاں کوئی بڑا مدرسہ یا جامعہ یا دارالعلوم بنائیے۔ یہ سب سے بڑا کارِ خیر ہے کیوں کہ وہ سمجھتا ہے کہ زمین قیامت تک باقی رہے گی، یہ زمین کا صدقہ جاریہ قیامت تک رہے گا۔ آخرت میں کرنسی ٹرانسفر کرنے کے یہ سب طریقے ہیں۔

نورِ ہدایت کی تیسری علامت

اور تیسری علامت کیا ہے؟ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ اور موت آنے سے پہلے وہ تیار رہتا ہے۔[۱۸] موت کی تیاری میں مصروف رہتا ہے کہ میری کتنی نمازیں قضا ہیں، جلدی سے ادا کرلو، کتنے روزے باقی ہیں، کتنی زکوٰۃ باقی ہے، سب کی ادائیگی کی فکر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو باتیں پوچھیں گے موت آنے سے پہلے اپنے اعمال کی فائل درست رکھتا ہے۔ بس دل میں نورِ ہدایت آنے کی یہ تین علامات ہیں۔

کوئی ایسا گھر نہیں ہے کہ جس میں آدمی نے اپنے باپ دادا کے بارے میں نہ سنا ہو کہ وہ دنیا سے چلے گئے، اور جو دنیا سے گیا بتائیے پھر وہ کبھی واپس آیا؟ لہٰذا جس دنیا سے ہمیشہ کے لیے جانا اور لوٹ کر پھر کبھی نہ آنا ایسی دنیا سے دل کا کیا لگانا۔

بس دُعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اے اللہ! آپ مسافر کی دُعا قبول فرماتے ہیں، اے خدا! اختر مسافر ہے، میر صاحب بھی مسافر ہیں، ہم سب کو ایسا ایمان و یقین عطا فرما، ایسی لذت آپ کے نامِ پاک میں مل جائے کہ سلطنت سے بھی ہم فروخت نہ ہو سکیں، سورج اور چاند بھی ہمیں خرید نہ سکیں، ساری دنیا کی لیلائیں ہمیں خرید نہ سکیں اور ہر سانس آپ پر فدا ہو اور ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں اور ہماری دنیا بھی بنادے اور آخرت بھی۔ اے مالکِ دو جہاں! اختر آپ سے اپنے لیے، اپنے بچوں کے لیے، اپنے دوستوں کے لیے دونوں جہاں کی نعمت مانگتا ہے۔

مالکِ دو جہاں سے دونوں جہاں کو مانگ لو

---

[۱۸] روح المعانی: ۲۲/۸، الانعام (۱۲۵)، دار احیاء التراث، بیروت-
مشکوٰۃ المصابیح: ۴۴۶، کتاب الرقاق، المکتبۃ القدیمیۃ

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اور ہم لوگوں کے دل میں جو جو جائز حاجتیں ہیں، اے اللہ! ان کو پورا فرمادے۔ اے اللہ! جس کو جو بیماری اور پریشانی ہو، ہم سب کی بیماریوں کو اور پریشانیوں کو صحت و عافیت سے اور ہمارے دُکھ کو سکھ سے تبدیل فرمادے، ہمارے غموں کو خوشیوں سے بدل دے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

❁❁❁❁

ذلت و خواری عاشق مجازی

روتا ہے سر پہ خاک اُڑا کر وہ کو بکو
منزل پہ گامزن نہ ہوئی اس کی جستجو

جیب و گریباں پھاڑ کے کرتا ہے ہاو وہ
کوئل کی طرح باغ میں کرتا ہے کو و کو

اس آہوئے ختن کے لیے سو جتن کیے
پھرتے ہیں میر دشت میں سر پر کفن لیے

مدت کے بعد جب نظر آیا وہ نازنیں
ماضی کی داستاں محبت تھی سرنگوں

دونوں کی آبرو بھی تھی مدفون قبر میں
اور کر بلائے قتل محبت سے اشک خوں

سنبل کے تازیانہ سے سوسن کے وار سے
بھاگے ہے میر نالہ کناں کوئے یار سے

(اختر)

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۲۵

نورِ ہدایت اور اس کی علامات

(حصہ دوم)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نورِ ہدایت اور اس کی علامات

(حصۂ دوم)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ ج [۱۹]

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فَاِنَّکُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ وَالدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ [۲۰]

ہم لوگ دنیا کے نیشنل نہیں ہیں

حضراتِ سامعین! ہم چاہے لندن میں ہوں یا پاکستان وہندوستان میں ہوں، زمین کے جس گوشے میں بھی ہوں اور چاہے ہم کو کسی ملک کی نیشنلٹی مل جائے لیکن دنیا کے ہم نیشنل نہیں ہیں، ایک دن ہم کو دنیا سے بھی جانا ہے خواہ ہماری بلڈنگ دو ہزار گز پر ہوں۔ بعض رئیس ہمارے یہاں ایسے ہیں کہ دو ہزار گز کی بلڈنگ میں رہتے ہیں مگر آخر میں ان کو زمین کے نیچے دو گز کا بنگلہ ملتا ہے۔ کیوں بھئی زمین کے نیچے کوئی بڑا بنگلہ ملتا ہے؟ دو ہی گز کا ملتا ہے اور لباس بھی اُتار لیا جاتا ہے، کیا بے کسی ہوتی ہے!

۱۹؎ الانعام: ۱۲۵

۲۰؎ شعب الایمان للبیہقی: ۱۳/۱۵۳(۱۰۰۹۷)، بابٌ فی الزھد وقصر الامل، المکتبۃ الرشد-
الدُّر المنثور: ۱۴/۴۹۰، مطبوعۃ قاھرۃ

دنیا کی حقیقت

شاعر کہتا ہے اور دنیا کی حقیقت پیش کرتا ہے اور شعر بھی میرا ہی ہے، بتادیتا ہوں کہ میرا شعر ہے کیوں کہ جن کو مجھ سے خاص تعلق ہے ان کو لطف زیادہ آتا ہے۔

یوں تو دنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی

سڑکوں پر آپ دیکھیے تو کیسی لندن کی سڑکیں ہیں اور ان کے مکانات اور رنگ برنگ کی تتلیاں سامنے نظر آتی ہیں۔ تو دنیا رنگین معلوم ہوتی ہے یا نہیں؟ لیکن قبر میں جاتے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی کہ آج کوئی بھی ہمارا نہیں اور بزبانِ حال یہ شعر رخصت ہونے والا پڑھتا ہے۔

شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ
اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

باپ، ماں، بیوی اور بچے کہ کچھ تو ان میں سے گھر ہی تک رہ جاتے ہیں اور بھائی، باپ اور محلے والے چلو بھئی قبرستان تک پہنچا آتے ہیں لیکن اس کے بعد وہ جانے والا یہی کہتا ہے کہ۔

شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ
اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

نظیر اکبر آبادی ایک شاعر گزرا ہے، وہ ایک نقشہ کھینچتا ہے۔

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا
مُشیّن بدن تھا مُبیّض کفن تھا

جسم اور باڈی نہایت شاندار، کفن نہایت چمکدار لیکن۔

جو قبر کہن ان کی اُکھڑی تو دیکھا

پانچ چھ مہینے کے بعد بارش ہوئی اور قبر کھد گئی تو کیا دیکھا۔

نہ عضوِ بدن تھا نہ تارِ کفن تھا

جسم کا کوئی عضو بھی نظر نہیں آیا اور کفن کا ایک تار ایک سوت بھی نظر نہیں آیا۔

موت پیچھے چلی آتی ہے، ذرا دھیان رہے

ہمارے حضرت حکیم الامت مجدد الملت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ علماء کے شیخ بڑے بڑے علماء اور مشائخ کے مرشد نے اپنے حجرے میں دو شعر لکھوا کر دیوار پر ٹانگے ہوئے تھے، روزانہ اس کو پڑھتے تھے، معلوم ہوا کہ اللہ والوں کو بھی اپنی بیٹری چارج کرنی پڑتی ہے اور اپنا ایمان گرم رکھنا پڑتا ہے۔ اگر سرد ہوائیں چل رہی ہوں تو چائے کی گرمی اور ہیٹر کام دیتا ہے یا نہیں؟ تو جب ہیٹر ایک مخلوق چیز ہے اور چائے ایک مخلوق چیز ہے وہ ہمیں گرم کر دیتی ہے، تو اللہ والوں کی صحبت کا کیا حال ہو گا کہ جن کے قلب میں ایمان کا ہیٹر چل رہا ہے اور جن کی آنکھوں میں اور زبانوں میں اثرات موجود ہیں۔ تو وہ دو شعر پیش کر رہا ہوں جو حکیم الامت کے حجرے میں آویزاں تھے اور حضرت روزانہ اس کو دیکھتے تھے ؎

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے

جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

سورۂ ملک میں حیات پر موت کی تقدیم کی حکمت

سبحان اللہ! میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے سورۂ ملک میں حیات پر موت کو مقدم فرمایا ہے۔ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ اور پھر ایک اشکال اور سوال فرمایا بحیثیت استاد، اور میں شاگرد تھا۔ فرمایا کہ یہ بتاؤ اختر میاں کہ پہلے زندگی ملتی ہے یا پہلے موت آتی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت پہلے زندگی عطا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے کیوں موت کا تذکرہ مقدم فرمایا؟ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ تو پھر خود جواب دیا کہ یہ اس لیے فرمایا ہے کہ جو زندگی اپنے ڈپارچر کو، رخصت ہونے کو سامنے رکھے گی، وطن اصلی جانے کا خیال رکھے گی، وہ زندگی پردیس کی مشغولیوں کے ساتھ ساتھ تعمیرِ وطن کو فراموش نہیں کرے گی، چند روزہ حیات کی لالچ میں اور عارضی عیش کی

خاطر اپنی ہمیشہ کی زندگی کو برباد نہیں کرے گی، میرے تین جملے سن لیجیے جو کہ عطائے آسمانی ہیں، آپ کا ضمیر اس پر شہادت دے گا جس دنیا سے ہمیشہ کے لیے جانا، کیوں بھئی اس میں کوئی اِشکال ہے جو گیا وہ پھر لوٹ کر آیا؟ جس دنیا سے ہمیشہ کے لیے جانا اور لوٹ کر پھر کبھی نہ آنا، ایسی دنیا سے دل کا کیا لگانا؟ بتاؤ یہ جملے کچھ اثر انداز ہو رہے ہیں یا نہیں؟ جس دنیا سے ہمیشہ کے لیے جانا اور لوٹ کر پھر کبھی نہ آنا ایسی دنیا سے دل کا کیا لگانا؟ کیا کوئی شخص لوٹ کر آیا کہ ذرا اپنی بلڈنگ دیکھ لوں، اپنے کاروبار کو دیکھ لوں، اپنی موٹر کو دیکھ لوں، کوئی آتا ہے؟ نہیں۔

پردیس میں تعمیرِ وطن

اس لیے دوستو! مبارک وہ بندے ہیں جو دنیا کی مشغولیت کے باوجود پردیس میں رہتے ہوئے اپنی تعمیر وطن میں مشغول رہتے ہیں جس کا ذریعہ اللہ والوں کی صحبت ہے، حکیم الاُمت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ سارے دنیا کے مفتی جس کاروبار کے جواز پر فتویٰ دیں کہ یہ بالکل جائز کاروبار ہے، یہ بزنس و تجارت بالکل جائز ہے لیکن اگر وہ اتنا مشغول ہو جاتا ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں جانے کا اسے وقت نہیں ملتا، اتنا کماتا ہے کہ بزرگوں کے پاس کم آنا تو درکنار آنا ہی نہیں ہوتا ہے تو میں ایسی تجارت کو حرام کہوں گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ جب بزرگوں کے پاس نہیں جائے گا تو آہستہ آہستہ اس کی دینی حالت کمزور ہو جائے گی۔ لہٰذا جس دنیا سے، پردیس کی جس مشغولیت سے وطن کی تعمیر خطرے میں پڑ جائے، بتاؤ وہ کیسے جائز ہو گی؟

ایک شخص نے کانپور سے حضرت تھانوی کو لکھا کہ میں پہلے اوّابین اور تہجد بھی پڑھتا تھا اب میری تہجد قضا ہونے لگی اور اوّابین چھوٹنے لگی، اشراق اور چاشت سب چھوٹ گئی پھر کچھ دن کے بعد لکھا کہ اب تو میری جماعت کی نماز بھی ختم ہو گئی، پھر لکھا کہ اب تو فرض خطرے میں ہے۔ تو حضرت نے لکھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کو صالحین کی صحبت میسر نہیں ہے۔ بتایئے! کتنی اہم چیز ہے؟ نسبت اور تعلق مع اللہ کا حصول اور اس کا بقا اور اس کا ارتقاء اہل اللہ کی صحبت پر موقوف ہے۔

حَسَنَةً فِي الدُّنْيَا کے معانی

اس لیے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً کی تفسیر میں لکھا ہے کہ دنیا میں کیا کیا چیزیں حسنہ ہیں جن کو اللہ نے مانگنے کو سکھایا ہے کہ تم ہم سے یہ مانگو کہ یا اللہ! ہم کو دنیا میں حسنہ دے اور آخرت کی بھی بھلائی اور حسنہ دے۔ تو دنیا کی حسنہ میں یہ چیزیں من جملہ حسنات شامل ہیں:

۱) اَلْعَافِيَةُ وَالْكَفَافُ... عافیت و غیر محتاجی

۲) اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ... نیک بیوی

۳) اَلْاَوْلَادُ الْاَبْرَارُ... نیک اولاد

۴) اَلْمَالُ الصَّالِحُ... حلال روزی، حلال مال

۵) اَلْعِلْمُ وَالْعِبَادَةُ... دین کا علم حاصل ہونا اور اس پر عمل یعنی توفیق عبادت

۶) ثَنَاءُ الْخَلْقِ... مخلوق میں تعریف و نیک نامی

۷) اَلصِّحَّةُ وَالْكِفَايَةُ... صحت و کفایت

۸) اَلنُّصْرَةُ عَلَى الْاَعْدَاءِ... دشمنوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی مدد

۹) اَلْفَهْمُ فِي كِتَابِ اللهِ... کتاب اللہ کی فہم

۱۰) صُحْبَةُ الصَّالِحِيْنَ... اللہ والوں کی صحبت[۲۱]

جس کو اللہ والوں کی صحبت حاصل نہیں وہ دنیا کی حسنہ سے محروم ہے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ پنجرے میں جو نئی چڑیا پھنس کر آتی ہے اور چمن اور گلشن سے محروم کردی جاتی ہے، شکاری دھوکا دینے کے لیے پنجرے کی تیلیوں کو رنگین کردیتا ہے اور دانوں کو بھی رنگین کردیتا ہے تاکہ اس کو چمن یاد نہ آئے اور پھڑ پھڑانا بھی بھول جائے، اس کے پر اور بازو مفلوج ہوجائیں۔ اسی طرح یہ شیطان کی بہت بڑی چال ہے کہ مومن سموسہ اور پاپڑ، کھچڑی اور کڑھی وغیرہ کے رنگین دانوں میں ایسا مشغول

[۲۱] روح المعانی: ۲/۹۱، الانعام (۱۲۵)، دار احیاء التراث، بیروت

ہوجائے کہ اس کی طبیعت میں شوق ہی نہ رہے کہ آخرت کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے۔ تو شیخ فرماتے تھے کہ نئی چڑیا پر فرض ہے کہ پرانی چڑیوں سے رابطہ کرے کہ تم لوگ چمن سے جدا ہو کر کس طرح فریاد کرتی ہو اے چڑیو! پھر یہ شعر پڑھتے تھے ؎

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتادو قاعدہ
اے اسیرانِ قفس میں نو گرفتاروں میں ہوں

تو جو لوگ پردیس کی رنگینیوں میں مبتلا ہو گئے ان کو چاہیے کہ اللہ والوں کی صحبت میں رہیں اور ان سے پوچھیں کہ کس طریقہ سے آپ اللہ سے دُعا مانگتے ہیں اور کس طریقہ سے اللہ کو یاد کرتے ہیں، بھئی وہ یاد کرنا ہمیں بھی سکھادو۔ خواجہ عزیز الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ میرے شیخ نے سنایا۔ کیا کہیں علم سماعی بھی عجیب نعمت ہے۔ صحابہ کی سنت یہی ہے کہ ان حضرات کے کان براہِ راست زبانِ نبوت سے علم حاصل کرتے تھے۔ بزرگوں کی باتیں سن کر جو علم آتا ہے وہ بڑا مؤثر ہوتا ہے۔ وہ دل ہوتا ہے زبانِ دل کا ترجمان اور کان دل کا ترجمان، دل سے جو بات نکلتی ہے دوسرا دل اس کو کان کے ذریعے سے کھینچ لیتا ہے، کان بھی قِیف کی طرح سے ہے۔

یہ خزاں ہے جو باندازِ بہار آئی ہے

تو فرمایا کہ میں لکھنؤ گیا تو لکھنؤ میں پورا شہر سجایا ہوا تھا۔ کیوں؟ وائسرائے کی آمد تھی، خواجہ صاحب بھی ساتھ تھے، خواجہ صاحب نے میرے شیخ کا بستر اپنے سر پر رکھا جبکہ برابر کے خلیفہ وہ بھی تھے۔ حضرت حکیم الامت کے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب نے حضرت سے فرمایا کہ میں خلیفہ تو ہوں لیکن غیر عالم ہوں اور آپ عالم خلیفہ ہیں اس لیے آپ کا بستر سر پر رکھنے کو سعادت سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد تھوڑی دیر میں جلدی سے قلی کو بلا کر اس کے سر پر رکھ دیا اور یہ فرمایا کہ حضرت ایک سی آئی ڈی آگیا ہے کیوں کہ میں ڈپٹی کلکٹر ہوں اور انگریز بڑا ظالم ہے فوراً میرے خلاف کوئی رپورٹ لکھ دے گا تو میری نوکری خطرے میں پڑ جائے گی کہ یہ ڈپٹی کلکٹر ہو کر قلی بن جاتا ہے۔

دین کی عظمتوں کا پاس رکھنا

اس سے معلوم ہوا کہ جو علمائے دین ہیں جن کے سپرد دین کی خدمت ہے ان کو کوئی ایسی حرکت کرنا جائز نہیں جس سے دین کی عظمتوں کو نقصان پہنچے۔ ساؤتھ افریقہ کے ایک تاجر نے بتایا کہ ایک مولوی ہندوستان سے آیا، اتنا مانگتا تھا کہ ہم نے دنیا میں اپنی زندگی میں ایسا لالچی مُلا نہیں دیکھا اور تین سال ہوگئے لیکن ابھی تک ان کا سامان جارہا ہے، ہدیہ کے نام پر مانگا حالاں کہ یہ ہدیہ نہیں ہے، ہدیہ تو وہ ہے کہ بے سوال ملے، مانگ مانگ کر جمع کیا۔ ایک بہت بڑے شخص نے مجھے یہ روایت بتائی ہے۔ بتارہا ہوں کہ کسی عالم دین کو اور دین کے خادم کو ایسی حرکت کرنا جائز نہیں ہے کہ جس سے دین کی عظمتوں کو نقصان پہنچے، چاہے وہ دوسروں کے لیے جائز بھی ہو مگر جو دین کے مقتدا اور خادم ہیں ان کو وہ جائز کام بھی جائز نہیں ہے جس کی وجہ سے عوام میں ان کی سبکی اور خفت اور بے عظمتی پیدا ہو۔ تو خواجہ صاحب نے قلی کے سر پر بستر رکھا اور باہر نکل آئے اور باہر نکل کر فرمایا کہ حضرت سارا لکھنؤ دلہن کی طرح سجایا ہوا ہے۔ اس پر ابھی اسی وقت میرا ایک شعر موزوں ہوا ہے ؎

رنگ رلیوں پہ زمانہ کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو باندازِ بہار آئی ہے

دیکھا آپ نے بچپن کو ہم نے جوانی میں دیکھا ہے اور جوانوں کو بڈھا دیکھ رہا ہوں، اب بڈھے کے بعد آگے منزل قبر کی ہے، یہ رولنگ ہے اور قبر کے بعد میدانِ محشر کے حساب وکتاب کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔ اکوڑہ خٹک سے ایک رسالہ "الحق" نکلتا ہے اس میں شعر دیکھا تھا کہ ؎

جو چمن سے گزرے تو اے صبا تو یہ کہنا بلبل زار سے
کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے نہ لگانا دل کو بہار سے

دنیا دارالغرور اور متاعِ قلیل ہے

اس دنیا سے جس نے دل لگایا دنیا نے دھکا مار کر اسے قبر میں لٹایا، پھر پتا چلا کہ جو دنیا آگے پیچھے پھر رہی تھی دھوکے باز تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا کا نام دارالغرور رکھا، یہ

متاعِ قلیل ہے، قلیل پونجی ہے۔

متاع کے لغوی معنیٰ کی تحقیق

علامہ اصمعی جو کہ بہت بڑے علمائے نحو میں سے ہیں ان کو خیال ہوا کہ متاع کا لفظ جو قرآنِ پاک میں نازل ہوا ہے اس کے معنیٰ کیا ہیں تو وہ عرب کے دیہاتوں میں گئے۔ چوں کہ بڑے شہروں میں عرب اور عجم میں اختلاط ہو گیا تو اس وجہ سے ایک دیہات گئے تاکہ اس کی صحیح لغت جو عرب بولتے ہیں وہ معلوم کر سکیں اور گاؤں میں زبان زیادہ صحیح اور محفوظ ہوتی ہے۔ تو وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک چھوٹا بچہ پانچ چھ سال کا بیٹھا ہوا تھا کہ ایک کتا آیا اور باورچی خانے میں گھس گیا اور میلا کپڑا جس سے پونچھا لگایا جاتا ہے اور برتن صاف کیا جاتا ہے اس کتے نے اس کو لیا اور لے جا کر پہاڑ پر بیٹھ گیا۔ اب اس بچے کی ماں آئی تو جو عربی زبان اس بچہ نے استعمال کی علامہ اصمعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے شخص نے جو عالمِ نحو ہیں اس کو فوراً نوٹ کر لیا کہ الحمد للہ لغت حل ہو گئی کیوں کہ قرآنِ پاک عربوں کے محاورات پر نازل ہوا ہے۔ اس بچے نے کہا یَا اُمِّیْ جَاءَ الرَّقِیْمُ وَاَخَذَ الْمَتَاعَ وَتَبَارَكَ الْجَبَلَ یعنی چتکبرا کتا آیا اور اس نے متاع اُٹھائی متاع یعنی وہ صافی جس سے برتن صاف کرتے ہیں۔ آہ! اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ دنیا کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے علامہ آلوسی کو جن کے بارے میں علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تفسیر روح المعانی سے بڑھ کر عربی زبان میں کوئی تفسیر نہیں ہے۔ وہ ماہرِ تفسیر حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو متاع کیوں فرمایا؟ دنیا حقیر پونجی کب ہے؟ اگر دنیا اللہ سے غافل کر دے تب دنیا ذلیل وخوار اور بری ہے یعنی دنیا متاعِ قلیل بشرطِ شئ ہے۔ اب آپ کہیں گے کہ بشرطِ شئ کیا شے ہے؟

منطق کے ایک مسئلہ کی آسان اور دلچسپ تشریح

ہر شئ تین چیزوں سے ثابت ہوتی ہے بِشَرْطِ شَیْءٍ، بِشَرْطِ لَا شَیْءٍ، لَا بِشَرْطِ شَیْءٍ، علماء حضرات اس کو پڑھانے میں کچھ مشکل محسوس کرتے ہیں اور طلبہ بھی یہی کہتے ہیں کہ پتا نہیں کہ استاد بھی سمجھے ہیں یا نہیں؟ لیکن میں اس کو مولویوں کے بہت پسندیدہ ذوق

کے مطابق حل کرتا ہوں یعنی دعوت۔ اگر آپ یہ کہہ دیں کہ دعوت مجھے اس شرط پر منظور ہے کہ آپ کباب شامی ضرور کھلائیں گے یا پاپڑ یا سموسہ، چلو بھئی گجراتی دعوت ہی سہی تو اس کا نام دعوت بِشَرْطِ شَیْءٍ ہے۔ اور اگر آپ کہہ دیں کہ بڑا گوشت مجھے نقصان کرتا ہے بڑا گوشت نہیں کھلائیں گے تو یہ دعوت بِشَرْطِ لَا شَیْءٍ ہے۔ اور اگر یہ کہہ دیں کہ جو چاہو کھلاؤ اور جو چاہو نہ کھلاؤ یہ لَا بِشَرْطِ شَیْءٍ ہے۔ تو میرے بزرگوں اور اکابر نے جب یہ میری تقریر سنی تو فرمایا کہ بھئی تم نے کھانے پینے میں کتنا بڑا مسئلہ حل کر دیا۔

دنیا متاعِ قلیل کب ہے اور نعم المتاع کب ہو جاتی ہے؟

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دنیا کے حقیر ہونے کے لیے شرط لگادی کہ دنیا حقیر اور ذلیل وبری کب ہے؟ اِنْ اَلْھَتْكَ عَنْ طَلَبِ الْاٰخِرَةِ۔ بِشَرْطِ شَیْءٍ بری ہے کہ اگر تم کو آخرت سے غافل کردے اور اگر تم نے دنیا کو اللہ کے راستہ میں خرچ کیا، مسجد اور مدرسے بنائے اور علمائے دین کی خدمت کی اور دین کی اشاعت اور دین پھیلانے میں اپنا پیسہ لگایا فَأَمَّا اِذَا دَعَتْكَ إِلٰى طَلَبِ رِضْوَانِ اللهِ تَعَالٰى وَطَلَبِ الْاٰخِرَةِ فَنِعْمَ الْمَتَاعُ وَنِعْمَ الْوَسِيْلَةُ اگر تم دنیا کو آخرت کے لیے وسیلہ بنالو اور آخرت کا ذریعہ بنالو تو فرماتے ہیں کہ پھر دنیا ذلیل نہیں ہے وہ بہترین پونجی ہے[۲۲] کہ جس کے ذریعہ سے آخرت بن جائے۔ آپ بتائیے کہ جو پیر کعبہ شریف کا طواف کریں وہ پیر حقیر ہیں؟ جس ہاتھ سے حجرِ اسود کا بوسہ ملے یا اللہ والوں کا مصافحہ نصیب ہو بھلا وہ ہاتھ حقیر ہو سکتے ہیں؟ ہمارا فرض ہے کہ ہم دنیا کو آخرت بنالیں، لیکن دنیا کو آخرت بنانے کے لیے ہمت اور توفیق کب ہوتی ہے اور نوٹ کو اور پونڈ کو گن گن کر توند میں رکھنا اس سے نجات کب ملے گی؟

دنیا پر غالب آنے کا طریقہ

جب کسی اہلِ آخرت کی صحبت نصیب ہو گی جن کے دل پر اللہ کی محبت چھا گئی ہو، تو ان کی صحبت کی برکت سے آپ کے دل پر بھی چھا جائے گی۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

[۲۲] روح المعانی: ۲۷/۱۸۵، الحدید (۲۰)، دار احیاء التراث، بیروت

ہیں کہ دیکھو علم کتنا ہی حاصل کرلو دنیا تم پر غالب رہے گی۔ علم سے دنیا مغلوب نہیں ہو گی لیکن کس سے مغلوب ہو گی۔ فرماتے ہیں کہ ؎

یار غالب جو کہ تا غالب شوی

بھئی! میں مولانا رومی کا بچپن سے عاشق ہوں۔ فرماتے ہیں کہ ان اللہ والوں کے پاس رہو کہ جو دنیا پر غالب آچکے ہیں، دنیا جن کے سامنے مثل کتّی ہے، مغلوب ہے، ان کے ساتھ رہو تا کہ تم بھی غالب ہو جاؤ، جب غالب کے پاس رہو گے تو غالب ہو جاؤ گے۔ مگر غالب سے مراد وہ شاعر نہیں ہے دہلی کا۔ بلکہ غالب سے مراد وہ ہے کہ جس پر آخرت اور اللہ کی محبت غالب ہو جائے جیسا کہ شاعر جگرؔ مراد آبادی فرماتے ہیں ؎

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگرؔ
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانہ پہ چھا گیا

جس پر اللہ کی محبت چھا جاتی ہے وہ جہاں جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ غالب رہے گا۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اللہ والا جہاں بھی جائے گا غالب رہے گا ان شاء اللہ۔ سلاطین کی محفل میں بھی غالب رہے گا، مال داروں کے پاس بھی غالب رہے گا، جہاں جائے گا چھا جائے گا، کوئی حال کوئی ماحول کوئی معاشرہ اس کو اللہ سے غافل نہیں کر سکتا بلکہ غافلین کو بھی وہ اللہ کی یاد دلائے گا اور پھر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا افسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

حق تعالیٰ کی عظمت و جلالتِ شان کے سامنے مخلوقات کی حقارت

اللہ جس کے دل میں آتا ہے واللہ اس کی نگاہوں میں سورج اور چاند کی روشنیاں پھیکی پڑ جاتی ہیں، کیوں کہ سورج کو روشنی کی بھیک دینے والا کون ہے اور چاند کو روشنی کی بھیک دینے والا کون ہے؟ اللہ ہے۔ تو جس کے دل میں اللہ آتا ہے اس کی روشنی کے آگے

سورج اور چاند کی روشنی پھیکی معلوم ہوتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ جزا دے، فرماتے ہیں کہ ؎

گر تو ماہ و مہر را گوئی خفا

اے خدا! اگر چاند اور سورج کو آپ طعنہ دے دیں کہ تم لوگوں میں کچھ روشنی نہیں ہے، تم مخفی مخلوق ہو۔

گر تو قد سرو را گوئی دوتا

اگر سرو کے درخت کو جو سیدھا ہوتا ہے اور عاشق لوگ اپنے معشوقوں کی جسامت اور قامت اور ان کی نازک بدنی کی جس سے تشبیہ دیتے ہیں تو آپ کہہ دیں کہ اے سرو کے درختو! جن کی سیدھائی مشہور اور ضرب المثل ہے تم سب کے سب ٹیڑھے ہو ؎

گر تو کان و بحر را گوئی فقیر
گر تو چرخ و عرش را گوئی حقیر

اگر سونے اور چاندی کی کانوں کو خزانہ اور سمندر کے وہ سواحل کہ جہاں کروڑوں کروڑوں کے موتی پیدا ہوتے ہیں اگر اے اللہ! آپ فرمادیں کہ تم سب میرے سامنے فقیر، غریب اور مسکین ہو اور اگر ساتوں آسمانوں اور عرشِ اعظم کو آپ فرمادیں کہ تم حقیر مخلوق ہو تو ؎

ایں بہ نسبت باکمال تو رواست
ملک و اقبال و غناہا مر تو راست

اے خدا! آپ کی عظمتوں کے سامنے آپ کے کمالات کے سامنے آپ کو زیب دیتا ہے اور آپ کو حق پہنچتا ہے کہ آپ جو چاہیں ان کو کہہ دیں کہ یہ آپ کی ادنیٰ مخلوق، ادنیٰ بھِک منگے ہیں اور سلاطین کے تخت و تاج کو اگر آپ فرمادیں کہ تم کچھ نہیں ہو تو یہ آپ کو زیب دیتا ہے کہ ملک و اقبال و سلطنت آپ ہی کے لیے خاص ہے۔

صاحبِ نسبت قلب کے کیف و سرور کا عالم

ایک اللہ والے کو دنیوی تخت و تاج سے زیادہ نشہ نصیب ہوتا ہے کیوں کہ تخت

وتاج اللہ کی ادنیٰ بھیک ہے اور جن کے دل میں اللہ آتا ہے، سلطنت کے تخت وتاج دینے والا آتا ہے، ان اللہ والوں کے دل کا کیا عالم ہوتا ہے؟ اس کے سامنے سلاطین کے تخت وتاج کیا بیچتے ہیں اور سورج وچاند کی روشنی کیا فروخت کرتی ہے؟ اور دنیا کی لیلاؤں کا حسن وجمال کیا بیچتا ہے؟ اور میں نے بتایا تھا کہ اللہ والا وہ ہے کہ جتنا وہ خدا کو مسجد میں یاد کرتا ہو وہ لیسٹر کی سڑک پر بھی اپنے ٹیسٹر کو حرام لذتوں سے بچاتا ہو ورنہ پھر بزرگی اس کا نام نہیں ہے کہ مسجد میں تو سجدہ میں پڑے رو رہے ہیں اور جب لیسٹر کی سڑک پر گئے تو اپنا ٹیسٹر کھول دیا، ہر نمکین کو چکھ رہے ہیں، یہ نمک حرامی نہیں ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا ہے کہ نظر کی حفاظت کرو **یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ**[۲۳] اپنی نگاہوں کو نیچی کرو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بخاری شریف کی حدیث میں فرمایا کہ نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے۔[۲۴] جب یہ سامنے آجائیں تو نظر کی حفاظت کرو، پھر بدنظری کرنا یہ نمک حرامی ہے اور نمک حلال وہ ہے کہ جو اپنی بیوی پر قناعت کرے کہ اے اللہ! مجھے جو آپ نے بیوی دی ہے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی لیلیٰ نہیں ہے کیوں کہ بدستِ مولیٰ ملی ہے۔ دوستو! درد بھرے دل سے عرض کرتا ہوں قناعت کرو اپنی حلال پر، ان شاء اللہ مرنے کے بعد پھر جنت میں اللہ ہماری سب تمنائیں پوری کریں گے۔

بدنظری کا عذاب بے چینی وبے خوابی

لیکن یہاں حرام نمک چکھنے سے آپ کو سکون نہیں ملے گا۔ یہ خوب سمجھ لیں۔ جنہوں نے نظر کی حفاظت نہیں کی آج ان کی نیندیں حرام ہیں، دن بھر جس کو دیکھتے ہیں رات کو پھر نیند حرام ہو جاتی ہے، پھر کیا کھاتے ہیں وہ، جب دیکھتے ہیں کسی کی وائف، تو ان کو کھانی پڑتی ہے ویلیم فائیو، پانچ نمبر کی ایک گولی ہے نیند کی مگر وزن وہی ہے وائف کا۔ اگر اللہ کا نام لو اور آنکھوں کو بچا کر رکھو، کسی کو دیکھو ہی نہیں کیوں کہ دیکھنے سے کوئی وہ ہمیں مل جائے گی؟ بھئی! بتاؤ جو چیز ہمیں نہ ملنے والی ہو اس کو دیکھ دیکھ کر ہائے ہائے کرنا یہ احمقانہ اور بے وقوفی کا گناہ ہے۔ جو اللہ نے ہمیں چٹنی روٹی دی بس اس کو سب کچھ سمجھو، اگر دوسری

---

۲۳ النور: ۳۰

۲۴ صحیح البخاری: ۲/۹۲۲، ۹۲۳ (۶۲۷۵)، باب زنا الجوارح دون الفرج، المکتبۃ المظہریۃ

طرف نظر ڈالی تو پاپڑ کے بجائے جھانپڑ پاؤ گے۔

اہل اللہ سے فیض یافتہ ہونے کی علامت

تو میں عرض کررہا تھا کہ اگر کسی کو دیکھنا ہو کہ یہ کس قدر خانقاہ سے فیض یافتہ ہے اور اس پر اللہ والوں کی صحبت کا کیا اثر ہے اور ذکر اللہ اور تہجد حج وعمرہ کا اس پر کیا اثر ہے تو اس کو سڑکوں پر دیکھو کہ یہ اپنی نظر کی کتنی حفاظت کرتا ہے۔

دل میں نسبت و تعلق مع اللہ کی مثال قطب نما کی سوئی سے

جیسے قطب نما صحیح ہے یا نہیں اس کا ٹیسٹر کیا ہے؟ لیسٹر والو! سن لو اور قطب نما کہتے ہیں قبلہ نما کو، اس کی سوئی میں ایک مسالہ لگا رہتا ہے مقناطیس کا، آسمانی رنگ کا ہوتا ہے اور ذرا سا ہوتا ہے، اگر آپ شمال کے علاوہ کسی طرف اس کا رُخ کریں گے تو وہ تڑپنے لگتی ہے اگر ذرا بھی اِدھر اُدھر ہوجائے لیکن جب اس کا رُخ شمال کی طرف صحیح کرلیں تو جو مقناطیسی لہریں زمین سے چل رہی ہیں ان کی وجہ سے قطب نما کی سوئی سکون میں آجاتی ہے اور جب تک اس کا رُخ صحیح نہ ہو تڑپتی رہتی ہے۔ ایسے ہی کیسے معلوم ہو کہ کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور نسبت اور تعلق مع اللہ کی دولت آگئی اور اس کے دل میں ایمان کی روشنی اور پالش لگ گئی؟ اس کی علامت یہ ہے کہ اگر دنیا کا حسن یا دنیا کی دولت یا دنیا کی بادشاہت ہمیں اللہ کی طرف سے ادھر اُدھر کردے تو دل تڑپنے لگے، جب تک ہم توبہ کرکے اپنے قلب کی سوئی کو اللہ کی طرف نہ کردیں ہمیں سکون نہ ملے۔ تو سمجھ لو کہ اب دل میں اللہ کا تعلق نصیب ہوگیا ہے۔ یہی دلیل ہے کہ واقعی یہ باخدا ہے کہ غیرِ خدا سے اس کو وحشت ہونے لگی ہے۔

تو دوستو! میں یہ عرض کررہا تھا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دنیا دھوکے کا گھر ان لوگوں کے لیے ہے جنھوں نے دنیا کو آخرت کا ذریعہ نہیں بنایا اور اہل اللہ کی صحبت میں نہیں بیٹھے۔

دنیا کے سانپ پکڑنے کا منتر کیا ہے؟

ورنہ جو لوگ اہل اللہ کی صحبت میں رہتے ہیں تو حکیم الامت فرماتے ہیں کہ دنیا

سانپ ہے، اس کو پکڑنے کے لیے پہلے منتر سیکھ لو، آپ دیکھتے ہیں کہ مداری لوگ جو منتر جانتے ہیں وہ سانپ اپنے پٹارے میں رکھتے ہیں اور سانپ کو پکڑے بھی رہتے ہیں اور سانپ کچھ نہیں کرپاتا۔ تو حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جس کو دنیا کمانا ہو پہلے تقویٰ حاصل کرلو، تقویٰ کا منتر حاصل کرلو، پھر دنیا آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ دلیل پیامِ رسالت ہے کہ لَا بَأْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقَى اللهَ عَزَّوَجَلَّ[۲۵] مال داری اس کو نقصان نہیں دے گی جو اللہ سے ڈرتا ہے، اس کو مال داری مضر نہیں ہے، چاہے بادشاہت اس کے قدموں میں آجائے، تخت و تاج بھی اگر اس کے قدموں میں آجائیں تب بھی وہ اللہ کو فراموش نہیں کرسکتا۔

اللہ کو بھولنے کی وجہ قلتِ محبت ہے

اب آپ کہیں گے بھئی ہم دنیا میں پھر کس طرح رہیں؟ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اس کا سلیقہ سکھاتے ہیں کہ دنیا اور آخرت کو ہم جمع کیسے کرسکتے ہیں؟ خوب غور سے سن لو تاکہ آپ کو یہ نہ شبہ ہو کہ یہاں لندن کی سڑکوں پر تو بڑا مشکل ہے، ہم تو اللہ کو بھول جاتے ہیں لیکن اللہ کو بھولنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے دل میں اللہ کی محبت اور دردِ دل نہیں ہے۔ آپ بتائیے کہ اگر ایک کانٹا چبھ جائے تو بریانی، سموسہ اور پاپڑ وغیرہ دیکھ کر وہ درد رہے گا یا ختم ہوجائے گا؟ اور نئی نئی شادی ہوئی ہو جس کو دیکھ کر آدمی یہ شعر پڑھتا ہے ؎

کہاں خرد ہے کہاں ہے نظامِ کار اس کا
یہ پوچھتی ہے تری نرگسِ خمار آلود

لیکن اگر کانٹا صحیح چبھا ہوا ہے تو اس کا درد اس وقت بھی رہے گا۔ بس اللہ کی محبت کا کانٹا جس کے دل میں چبھ جائے، چاہے بریانی اور سموسہ میں رہے، قالینوں میں رہے، ساری دنیا قدموں میں رہے، ان شاء اللہ وہ اللہ کو بھول نہیں سکتا۔ ان حسینوں سے، مرنے والوں کی لاشوں سے ان کے ڈسٹمپروں سے بَھلا وہ اللہ کو بُھلا سکتا ہے؟ آہ! ایک شعر اختر کا سن لو ؎

۲۵؎ سنن ابن ماجہ: ۲۷۲، باب الحث علی المکاسب، المکتبۃ الرحمانیۃ۔
مشکوٰۃ المصابیح: ۴۵۱، باب استحباب المال والعمر للطاعۃ، المکتبۃ القدیمیۃ

خاک ہو جائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن
ان کے ڈسٹمپر کی خاطر راہِ پیغمبر نہ چھوڑ

عارضی رنگ و روپ کی لچریت

یہ عارضی رنگ وروغن ہے، ایک دن بڑھاپا آئے گا، آپ خود ان سے بھاگ جائیں گے کہ ارے یہ بڑھیا ہے جو سولہ سال میں گڑیا معلوم ہوتی تھی، اب تو نانی اماں لگ رہی ہے۔ اب میں ایک شعر پڑھتا ہوں کہ ان حسینوں کا کیا حال ہو گا سنیے۔

کمر جھک کے مثل کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی
ان کے بالوں پہ غالب سفیدی ہوئی
کوئی دادا ہوا کوئی دادی ہوئی

پھر جب جغرافیہ اور شکل خراب ہو جائے گی تو آپ بھاگیں گے لیکن زندگی جو ضایع ہوئی اس کا کیا علاج ہے؟ اس لیے میں کہتا ہوں کہ حسینوں کے جغرافیہ پر مت مرو کہ یہ بگڑنے والی شکلیں ہیں۔ ان کو دیکھنے سے آپ باگڑ بلّا تو ہوسکتے ہیں عارف باللہ نہیں ہوسکتے۔ خوب سن لو! پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔ اب اس پر بھی میرا ایک شعر ہے کہ جب جغرافیہ بدلتا ہے، حسینوں کا حسن بگڑ جاتا ہے تو بے وقوف لوگ وہاں سے ایسا بھاگتے ہیں جیسے گدھا شیر کو دیکھ کر۔ اس پر میں یہ شعر پیش کرتا ہوں۔

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

حسن فانی سے اہل اللہ کے استغناء کی وجہ

کہاں جاتے ہو دوستو! اللہ پر مر کر دیکھو۔ یہ بتاؤ کہ ساری دنیا کی لیلاؤں کو نمک کون دیتا ہے؟ جلدی بتاؤ جوانو! اللہ۔ تو جس کے دل میں وہ خالق نمکیات لیلائے کائنات آتا ہے

جس کے دل میں ساری لیلاؤں کا نمک دینے والا آتا ہے وہ ان مرنے والی لاشوں کے چکر میں نہیں آتا۔

صاحبِ نسبت کے قلب کو بے مثال لذت عطا ہوتی ہے

خود اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو وہ لذت دیتے ہیں کہ ساری دنیا کے رومانٹک پاگل کیا جانیں اس نام کی لذت کو، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو اور اللہ کے عاشقوں سے پوچھو۔ فرماتے ہیں کہ ؎

بالب یارم شکر را چہ خبر

میں جب اللہ کہتا ہوں تو اتنی مٹھاس معلوم ہوتی ہے کہ شکر ظالم کیا جانے اس مٹھاس کو۔ شکر تو مخلوق ہے اور اللہ کا کوئی ہمسر اور کفو نہیں ہے وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ [٢٦] نکرہ تحت النفی ہے اور فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو!

اے دوست شکر خوشتر یا آں کہ شکر سازد

اے دنیا والو! یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا شکر کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے ؎

اے دوست قمر خوشتر یا آں کہ قمر سازد

اے دل! یہ چاند زیادہ حسین ہے یا چاند کا بنانے والا زیادہ حسین ہے۔

اہلِ مجاز کی بے چینیاں

اس لیے دیکھ لو کہ لیلاؤں کے چکر میں سب کے سب رومانٹک اور دنیائے رومانٹک سب بحرِ اٹلانٹک میں غرق ہیں۔ یہ سب ڈینٹ اِن اسٹک یا آؤٹ آف اسٹاک ہیں۔ اس مُلّا کی زبان سے انگریزی الفاظ بھی سن لو۔ سارے رومانٹک پریشان ہیں کسی کو بھی چین نہیں ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بحیثیت طبیب اور حکیم ہونے کے آج تک جتنے نوجوان مریض میرے پاس آئے اور کہا کہ نیند نہیں آتی ہے۔ تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ان کا دل کہیں لگتا

٢٦؎ الاخلاص:۴

نہیں ہے، نہ کسی کاروبار میں لگتا ہے نہ اماں ابا کے پاس لگتا ہے، ہر وقت دل گھبراتا ہے۔ میں نے کہا کہیں نہ کہیں آپ کی گاڑی پھنس گئی ہے۔ اب اس پر میرا شعر سنیے۔

جی اس کا کیا لگے گا کسی کاروبار میں
دل جس کا پھنس گیا ہو کسی زلفِ یار میں

دل کے چین کا واحد راستہ

اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ ہماری یاد ہی سے تمہیں چین ملے گا۔ تمہاری ماں کے پیٹ میں تمہارا دل بنایا ہے اور اس دل کی مشین کا تیل بھی میں نے قرآن پاک میں نازل کردیا کہ جتنا مجھے یاد کروگے اتنا ہی چین پاؤگے اور یاد کی دو قسمیں ہیں، بعض لوگ بہت تسبیحیں پڑھتے ہیں مگر کسی ٹیڈی کو نہیں چھوڑتے۔ جب نماز کا حکم ہو جائے تو نماز پڑھو اور جب سڑکوں پر چلو تو اپنی نظر کی حفاظت کرو، کسی کی ماں، بہن، بیٹی کو مت دیکھو، پوچھ لو علماء حضرات سے کہ یہ قرآن پاک کا حکم ہے یا نہیں؟ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ [٢٧] یہ آیت تو قرآن پاک کی ہے۔

آنکھوں کا زِنا

بھائی نظر کی حفاظت کرو اور بخاری شریف کی روایت ہے کہ بدنگاہی آنکھوں کا زنا ہے۔[٢٨] بعض لوگ کہتے ہیں ہم مسلمان ماں بیٹیوں کو تو نہیں دیکھتے لیکن کافروں کو نہیں چھوڑتے کہ مالِ غنیمت کو کہیں چھوڑا جاتا ہے؟ بھلا بتائیے ذرا علماء سے پوچھو کہ یہ مالِ غنیمت ہے؟ جب جہاد ہو رہا ہو اس وقت بھی علماء حضرات سے پوچھ کر کام کرو اور سڑکوں پر ان کافر عورتوں سے بھی نظر بچانا ضروری ہے۔

حرمتِ زنا کی ایک عجیب حکمت

ری یونین میں ایک شخص نے پوچھا کہ زنا کیوں حرام ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ

---

٢٧ النور:٣٠

٢٨ صحیح البخاری: ٢/٩٢٢، ٩٢٣ (٦٢٧٥)، باب زنا الجوارح دون الفرج، المکتبة المظهرية

نے اپنے غلاموں کو زانی ہونے سے بچالیا کیوں کہ زنا سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ حرامی ہوتا ہے یا نہیں؟ تو کہا کہ اچھا کافروں سے کیوں حرام ہے؟ میں نے کہا کہ کافر عورت سے جب بچہ پیدا ہوگا تو کافر اور ایک دشمن کا اضافہ ہوگا اور دوسرا مقدمہ چلے گا کہ حرامی بھی بنایا نالائق اور میرے دشمنوں کی تعداد بھی بڑھادی کہ ایک کافر اور بڑھادیا، دو مقدمے چلیں گے۔ اس لیے میں سچ کہتا ہوں اور چین سے رہنے کا نسخہ پیش کررہا ہوں کہ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ[29] اللہ ہی کی یاد سے چین ملے گا۔

اللہ کی یاد کی دو قسمیں

لیکن یاد کی دو قسمیں ہیں: نمبر ایک اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والے اعمال کرو اور نمبر دو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچو۔ بعض لوگ اعمال رضا تو کرتے ہیں، حج و عمرہ خوب کرتے ہیں مگر گناہوں سے نہیں بچتے۔ آپ بتائیے کہ محبت کے دو حق ہیں یا نہیں؟ ایک محبوب کو خوش رکھنا اور دوسرا اس کو ناراض نہ کرنا۔ ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے بلکہ قرآن پاک سے استدلال بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے دو حق ہیں۔

عبادت اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے

عبادت جیسا کہ آپ اس وقت عشا کی نماز پڑھیں گے یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے۔

گناہوں سے بچنا اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے

لیکن سڑکوں پر نظر بچانا، جھوٹ نہ بولنا، سودا صحیح تولنا، یہ سب کیا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے۔ عبادت اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے، اس کی دلیل بھی عجیب ہے۔ ایک دن تلاوت کررہا تھا کہ دلیل سامنے آگئی:

مَا لَکُمۡ لَا تَرۡجُوۡنَ لِلّٰهِ وَقَارًا[30]

---

[29] الرعد:٢٨

[30] نوح:١٣

کیا ہو گیا نالائقو! کہ تم اللہ کی عظمت کا خیال نہیں کرتے ہو؟ اتنے عظیم الشان مالک کو ناراض کرتے ہو۔

بدایوں یوپی کا ایک شہر تھا جس کو حکیم الامت مزاحاً فرمایا کرتے تھے کہ بدایوں ہی تھا، محاورہ ہے اُردو کا۔ وہاں ایک شاعر گزرا ہے فانی بدایونی۔ ایک دن اس کی بیوی ناراض ہو گئی اور بولنا چھوڑ دیا تو اس ظالم کا شعر سنو، تب پتا چلے گا کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ہمیں کتنا ڈرنا چاہیے؟ ایک بیوی کی ناراضگی سے ایک ظالم پر دنیاوی عشق میں کیا اثر مرتب ہوا اور اللہ کی نافرمانی ہم بے تحاشا کرتے ہیں اور نظر اِدھر اُدھر مارتے ہیں مگر ہمارے قلب میں ذرا بھی زخم اور غم نہیں آتا۔ آہ نکلتی ہے ایسے وقت دوستو! دیکھو شاعر فانی بدایونی کیا کہتا ہے کہ میری بیوی آج کل ناراض ہے، اس کی تعبیر اس نے کیا کی۔

ہم نے فانیؔ ڈوبتے دیکھی ہے نبضِ کائنات
جب مزاجِ یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

ساری دنیا ہی کی نبض ڈوب گئی کیوں کہ میری بیوی آج کل ناراض ہے۔ سنا آپ نے اپنی ہی نبض کو ظالم کہتا کہ ڈوب گئی تو کچھ بات تھی لیکن کہہ رہا ہے کہ ہم نے فانی ڈوبتے دیکھی ہے نبضِ کائنات یعنی میری بیوی ذرا سی ناراض ہوئی تو میری دنیا تلخ ہو گئی لیکن ظالم نے محبت کا صحیح نقشہ کھینچا ہے۔

صحابہ کی شدتِ محبت کے آثار

اللہ تعالیٰ بھی اپنے عاشقوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جن کو مجھ سے صحیح محبت ہے اگر ان سے کوئی گناہ اور خطاء ہو جاتی ہے تو ان پر دو کیفیتیں طاری ہوتی ہیں ایک ضَاقَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ ساری دنیا ان کو تاریک معلوم ہوتی ہے، زمین ان پر تنگ ہو جاتی ہے، جینے میں مزہ ان کو نہیں ملتا۔ دوسرا وَضَاقَتۡ عَلَيۡهِمۡ اَنۡفُسُهُمۡ[۳۱] اپنی جان سے بے زار ہو جاتے ہیں۔

---

[۳۱] التوبۃ:۱۱۸

گناہوں پر قرار قلتِ محبت کی دلیل ہے

اور میں دیکھتا ہوں کہ آج بد نظری کے بعد نہایت شاندار چائے، انڈے اور مکھن چل رہے ہیں، ابھی توبہ بھی نہیں کی ہے۔ آپ سوچیے کہ اپنے مالک کو ناراض کر کے، رزاق کو ناراض کر کے، اس کا رزق کھانا کیا یہ شرافت ہے؟ حالاں کہ اس پر فرض تھا کہ وہ پہلے توبہ کرتا، توبہ کر کے اپنے مالک کو خوش کر لیتا پھر چائے پیتا اور توبہ بھی کیسی ہو؟ آج کل توبہ ایسی ہے اللہ توبہ، اللہ توبہ، اور دیکھ بھی رہے ہیں عورتوں کو۔ ایک صاحب لاحول پڑھ کر مجھے دکھا رہے تھے کہ مولانا لاحول پڑھیے کہ کیا زمانہ آگیا ہے اور کتنی عریانی ہے؟ دیکھیے نا کہ ٹانگیں کھلی ہوئی ہیں اور ہم کو دِکھا بھی رہا ہے۔ میں نے کہا کہ بے وقوف یہ کون سی لاحول ہے، یہ لاحول تو تجھ پر لاحول پڑھ رہا ہے۔

قبولِ توبہ کی چار شرائط

اس لیے دوستو! یہ کہتا ہوں کہ توبہ قبول ہونے کی چار شرطیں ہیں جس کو شیخ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں لکھا ہے۔[۳۲]

شرطِ اوّل: گناہ سے الگ ہو جائے

اس گناہ سے ہٹ جائے، یہ نہیں کہ عورتوں کو دیکھ بھی رہے ہیں اور یا اللہ توبہ، یا اللہ توبہ، کیا زمانہ آگیا ہے، کے نعرے بھی لگا رہے ہیں، بڑے بایزید بسطامی معلوم ہوتے ہیں، بابا فرید الدین عطار سے کم نہیں معلوم ہوتے۔ ایسی توبہ قبول نہیں ہے۔ گناہ سے فوراً الگ ہو جاؤ، پہلے نظر ہٹاؤ۔ توبہ کی پہلی شرط ہے اَنْ یَّقْلَعَ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ پہلے گناہ سے الگ ہو جائے تب توبہ قبول ہو گی۔

شرطِ دوم: گناہ پر نادم ہو جائے

اَنْ یَّنْدَمَ عَلَیْھَا - نَدِمَ یَنْدَمُ سَمِعَ سے آتا ہے۔ کہ اپنی نالائقی پر ندامت

[۳۲] شرح مسلم للنووی: ۲/۳۴۶، باب الاستغفار، مطبوعۃ ایچ ایم سعید

طاری ہو جائے کہ آہ! مجھ سے کیوں خطا ہو گئی؟ رونے لگے، دل میں دکھ آجائے کہ میں نے بڑی غلطی کی، اپنے مالک کو ناراض کر دیا۔

شرطِ سوم: عزم کرے کہ اب کبھی یہ گناہ نہ کروں گا

اَنْ یَّعْزِمَ عَازِمًا جَازِمًا اَنْ لَّا یَعُوْدَ اِلَیْھَا اَبَدًا[۳۳] پکا ارادہ کرلے کہ اب اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا۔ چاہے دل سے آواز آتی ہو کہ پھر تم یہی کام کرو گے لیکن آپ دل کا ساتھ چھوڑیے، زبان سے کہہ دیجیے۔ توبہ کرتے وقت توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو تو اس کی توبہ قبول ہے۔ چاہے بعد میں ٹوٹ جائے، پھر توبہ کرو، اللہ تعالیٰ معاف کرتے کرتے نہیں تھکتے لیکن اس وقت ارادہ نہ ہو کہ گناہ کریں گے، توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو، بس۔ یہ تو آپ کرسکتے ہیں کہ یا اللہ! میرا ارادہ توبہ توڑنے کا نہیں ہے مگر توبہ پر قائم رہنا اور رکھنا اس کی مدد آپ ہی سے مانگتے ہیں۔

شرطِ چہارم: اہلِ حقوق کو مال واپس کرے

اور اگر کسی کا مال لے لیا ہے تو اس کی توبہ کے لیے کیا شرط ہے؟ وضو خانہ سے کسی کی دو ہزار پونڈ کی گھڑی اُٹھالی، پھر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کردو مگر یہ گھڑی واپس نہیں کروں گا، تو یہ توبہ قبول ہو گی بھئی؟ مال کی توبہ یہی ہے کہ جس کا مال ہو اس کو واپس کرو۔

صحبتِ اہل اللہ کے بغیر کوئی اللہ والا نہیں بن سکتا

تو خیر میں عرض کر رہا تھا کہ جب تک ہم صحبتِ اہل اللہ میں نہیں رہیں گے اہل اللہ نہیں بن سکتے۔ آپ بتائیے کہ دیسی آم لنگڑا آم بن سکتا ہے لنگڑے آم کی صحبت کے بغیر؟ قلم جب لگائی جاتی ہے تو دیسی آم لنگڑا آم بنتا ہے اور دیسی دل جب اللہ والوں کے دل سے پیوند لیتا ہے تو کیا بنتا ہے؟ لنگڑا دل نہیں، تگڑا دل بنتا ہے۔ ایسا تگڑا ہوتا ہے کہ پھر اس کی صحبت سے ہزاروں اولیاء اللہ پیدا ہوتے ہیں۔ جو لوگ اپنے بزرگوں کے ساتھ رہے ان کی برکت سے

۳۳؎ شرح مسلم للنووی: ۳۴۶/۲، باب بیان النقصان فی الایمان، دار احیاء التراث، بیروت

پھر دوسرے لوگ بھی ولی اللہ بن گئے۔ اہل اللہ کا صحبت یافتہ خالی ولی اللہ نہیں ہوتا ہے بلکہ ولی ساز ہوتا ہے، اس کی برکت سے دوسرے لوگ بھی ولی اللہ بن جاتے ہیں۔ اس لیے دوستو! میں عرض کرتا ہوں کہ کچھ دن، کم از کم چالیس دن کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ لو، جہاں مناسبت ہو، آپ کہیں گے کہ چالیس دن کی کیا خصوصیت ہے، عادت اللہ یہی ہے کہ جو لوگ اپنے بزرگوں کے پاس چالیس دن رہے کچھ پا گئے۔ زیادہ رہو تو اور زیادہ پاؤ۔

اہل اللہ کی صحبت میں کتنا رہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ**[۳۴] اللہ والوں اور تقویٰ والوں کے پاس رہو۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کے پاس کتنا رہے؟ **خَالِطُوْھُمْ لِتَکُوْنُوْا مِثْلَھُمْ** یہ روح المعانی کی عبارت ہے کہ اتنا رہو کہ تم بھی ویسے ہی اللہ والے بن جاؤ۔[۳۵] تمہاری آنکھیں بھی گناہوں سے بچنے لگیں اور تمہارے دل میں بھی اللہ کی محبت غالب ہو جائے، اتنا رہو اہل اللہ کے پاس۔

صحبتِ متقین میں تسلسل کی اہمیت اور اس کی مثال

حکیم الاُمت فرماتے ہیں کہ بعض لوگ رہے مگر ایسے رہے کہ تسلسل نہیں تھا۔ کسی اللہ والے کے پاس لندن پہنچ گئے، دس دن رہے، پھر لسٹر میں تین دن رہے، آئے گئے چاہے اس طریقہ سے زندگی میں چالیس دن سے زیادہ ہو جائیں مگر نفع کامل نہ ہوگا کیوں کہ تسلسل بھی ضروری ہے۔ اس کی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب مثال دی ہے کہ اگر مرغی کے پر کے نیچے انڈا اکیس دن تک مسلسل رہے تو اس میں جان آجاتی ہے لیکن مرغی اگر تین دن لندن کے انڈوں پر بیٹھتی رہے اور لسٹر میں آکر پانچ چھ دن دوسرے انڈوں پر بیٹھے اور اس کے بعد باٹلی میں جتنے بالٹی میں انڈے ہوں ان پر جاکر بیٹھ جائے تو ایک انڈے میں بھی جان نہیں آئے گی، تسلسل کی ضرورت ہے۔ کچھ دن مسلسل رہ لو جس کی کم سے کم مدت

۳۴؎ التوبہ:۱۱۹

۳۵؎ روح المعانی:۱۱/۵۶، التوبہ (۱۱۹)، داراحیاء التراث، بیروت

چالیس دن ہے۔ کیا بھئی! آپ کے پاس امریکا کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے تو وقت ہے، بڑے بڑے بزنس کے لیے جاتے ہیں اور ایم ایس ہونے کے لیے اور پی ایچ ڈی ہونے کے لیے وقت ہے۔ اسی طرح طلبائے دین کو دورہ پڑھنے کے لیے وقت ہے تو شیخ عبد القادر جیلانی بڑے پیر صاحب کے بارے میں کیا آپ کو علم ہے کہ کتنے بڑے ولی اللہ تھے؟ فرماتے ہیں شیخ عبد القادر جیلانی بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ اے علمائے دین! آپ کے علم کی عظمتیں سر آنکھوں پر لیکن مدرسوں سے فارغ ہو کر منبر مت سنبھالو، کچھ دن اللہ والوں کے پاس رہ لو۔

اللہ والوں کی صحبت سے کیا ملتا ہے؟

اور نفس کو مٹالو، اخلاص پیدا کر لو۔ پھر تمہارا سجدہ سجدہ ہو گا اور تمہارا سجدہ کیسا ہو گا؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے سجدہ اور اللہ والوں کے سجدہ میں کیا فرق ہے؟ ؎

لیک ذوقِ سجدۂ پیشِ خدا
خوشتر آید از دو صد ملکت ترا

اللہ والے جب سجدہ کرتے ہیں تو دو سو سلطنت سے زیادہ ان کو اس سجدہ میں مزہ آتا ہے۔

اہل اللہ کی لذتِ باطنی

مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں اور بخاری شریف پڑھایا کرتے تھے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہیں کہ مولانا اشرف علی، سنو! جب میں سجدہ کرتا ہوں تو اتنا مزہ آتا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمارا پیار لے لیا، اور فرمایا کہ تلاوت میں اتنا مزہ آتا ہے کہ اگر آپ لوگوں کو مل جائے تو کپڑے پھاڑ کے جنگل بھاگ جاؤ اور فرمایا کہ جب جنت میں حوریں آئیں گی مجھ سے ملنے کے لیے تو میں ان سے کہوں گا کہ بڑی بی! لیکن وہ بڑی نہیں ہوں گی، بڈھی نہیں ہوں گی آپ سمجھ لیجیے کہ جنت میں سب جوان ہوں گے وہاں ہمیشہ سب جوان رہیں گے، مرد بھی بڈھے نہیں ہوں گے، عورتیں بھی بڈھی نہیں ہوں گی۔ وہاں بڑھاپا آئے گا نہیں، کیوں کہ بڑھاپا تو آتا ہے سورج کی وجہ سے، یہی ظالم ہفتہ بنا کر، مہینہ بنا کر سال بنا دیتا ہے کہ ستر سال کا ہو گیا ہے یہ بڈھا، وہاں سورج ہو گا

نہیں، لہٰذا بڑھاپا آئے گا نہیں، تو فرمایا کہ جب جنت میں حوریں آئیں گی تو ان سے کہوں گا کہ بی! قرآن شریف سننا ہو تو بیٹھو ورنہ اپنا راستہ لو۔ دیکھا آپ نے یہ ان کا حال ہے۔

اللہ والے عاشق ذاتِ حق ہیں

اللہ والے جنت بھی جو مانگتے ہیں تو اس لیے مانگتے ہیں کہ جنت آئینہ نعمائے خداوندی ہے، وہ جنت کو مقصود نہیں رکھتے ہیں، اللہ کی رضا کو آگے رکھتے ہیں اور یہ حدیث شریف نے ہم کو سبق دیا ہے کہ یہ دُعا کرو کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ اے اللہ! ہم آپ کی رضا مانگتے ہیں اور جنت درجۂ ثانوی میں مانگتے ہیں۔ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ[۳۶] ہم آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتے ہیں اور دوزخ سے پناہ درجۂ ثانویہ میں ہے۔ یہ اللہ والوں کے عشق کا مقام ہے۔

عالمِ برزخ میں تین رجسٹر

تو بھئی دیکھو! ایک دن دنیا سے جانا ہے یا نہیں؟ کوئی ہے اس مجمع میں جس نے کوئی ایسی دوا کھالی ہو کہ اسے موت ہی نہ آئے۔ تو جب دنیا سے جانا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تین رجسٹر رکھے ہیں، ایک کافروں کا، الحمدللہ کہ ہم سب مسلمان ہیں۔ دوسرا گناہ گار مسلمانوں کا، جو مسلمان ہیں لیکن گناہ نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ اور تیسرا اولیاء اللہ کا ہے جو گناہ چھوڑ کر تقویٰ کی برکت سے ولی اللہ ہوگئے۔ آپ کس رجسٹر میں انٹر ہونا چاہتے ہیں؟ اولیاء اللہ کے رجسٹر میں نا!

مرنے کے بعد گناہ چھوٹنے پر کوئی ثواب نہیں

اس لیے کہ مرنے کے بعد تو کوئی گناہ نہیں کر سکتا، چاہے اسی لڑکی کے پاس سے اس کا جنازہ گزارا جائے جہاں وہ تاک جھانک کرتا تھا۔ کیا اب کفن سے جھانک سکتا ہے وہ کہ ذرا ٹھہرو! بھئی ایک ٹیڈی آگئی ہے بہت خاص ذرا اس کو دیکھ لوں۔ مرنے کے بعد گناہ چھوٹ جائیں گے لیکن اب اس پر کوئی اجر نہیں۔

۳۶؎ مسند امام الشافعی: ۱۲۳

باوجود قدرت کے ترکِ گناہ کا نام تقویٰ ہے

کیوں کہ تقویٰ جب ہے کہ طاقت ہو اور ارادہ کا مالک ہو اور پھر گناہ نہ کرے۔ اب تو مر گیا، وہ اب کیا کرے گا۔ مرنے کے بعد تو سب متقی ہو جاتے ہیں مگر وہ متقی نہیں ہے، متقی وہ ہے کہ تقاضا گناہ کا ہو، طاقت بھی ہو پھر گناہ نہ کرے۔ اب کسی کی آنکھ میں موتیا آجائے اندھا ہو گیا اب کہتا ہے کہ میں تو کسی کو نہیں دیکھتا ہوں یہ اس کا کمال ہے؟ نہیں۔ جب تک آنکھ تھی، روشنی تھی تو ظالم نے ایک کو بھی نہ چھوڑا، اور اب کہتا ہے کہ میں تو بہت متقی ہوں، اب کیا متقی ہے، اب تو اس کو دکھائی بھی نہیں دیتا، دیکھنے کی طاقت ہو پھر بھی نہ دیکھتا ہو تب متقی ہے۔ اس پر میرا ایک شعر ہے ؎

جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے

جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

دنیا و آخرت کے امتزاج کی مثال کشتی اور پانی سے

اب عرض کرتا ہوں کہ دنیا کی محبت کیسے نکلے گی؟ دنیا اور آخرت کا امتزاج کیسے حاصل ہو گا کہ دنیا بھی رہے اور آخرت بھی رہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جیسے کشتی پانی پر رہتی ہے، اگر پانی نہ ہو تو بتائیے کشتی چلے گی؟ دنیا اگر نہ ہو تو کیا آپ بغیر کپڑے کے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ روٹی نہ ملے تو عبادت کیسے کرو گے؟ جو لوگ کہتے ہیں کہ دنیا کو لات مارو، تین دن کھانا نہ ملے تو مارنے کے لیے تو لات ہی نہ اُٹھے گی۔ دنیا بھی ضروری ہے جیسے پانی کشتی کے نیچے ہو، اگر پانی کشتی کے اندر گھس جائے تو کشتی چلے گی؟ تو جو دنیا ہماری آخرت کا ذریعہ ہے اگر دل میں یہ دنیا کا پانی گھس گیا تو آخرت کی کشتی ڈوب جائے گی۔ اس لیے اہل اللہ کی صحبت کی ضرورت ہوتی ہے ؎

یار غالب جو کہ تا غالب شوی

یار مغلوباں مشو ہیں اے غوی

اللہ کی محبت جن پر غالب ہو گئی ان کی صحبت میں رہو گے تو غالب ہو جاؤ گے۔ جن پر دنیا غالب ہے ان کے ساتھ دوستی مت رکھو ورنہ تم بھی مغلوب ہو جاؤ گے۔

صحبت ناجنس کا اثر

اور اس کا قصہ حضرت نے لکھا ہے کہ نواب واجد علی کے یہاں لکھنؤ میں ایک مرد صاحب عورت بن کر بیگمات کی خدمت کیا کرتے تھے، ایک دن محل سرا میں سانپ نکل آیا تو عورتوں نے کہا کہ کسی مرد کو بلاؤ سانپ کو مارے، تو وہ مرد صاحب جو تھے انہوں نے بھی کہا کہ ہاں بھئی کسی مرد کو بلاؤ، تو عورتوں نے کہا کہ جناب آپ بھی تو مرد ہیں، کہا کہ اچھا واللہ میں بھی مرد ہوں یعنی وہ اپنا مرد ہونا بھی بھول گئے۔ تو صحبت کا یہ اثر ہوا۔ تجربہ کی بات کہتا ہوں کہ جو بھی دنیا میں ولی اللہ ہوا ہے کسی ولی اللہ کی صحبت اور قلم سے ہوا ہے ۔

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے
یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے
جو آگ کی خاصیت وہ عشق کی خاصیت
اک سینہ بہ سینہ ہے اک خانہ بہ خانہ ہے

صحابی کو صحابی اسی لیے کہا گیا ہے کہ انہوں نے صحبت پائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ آج کوئی صحابی ہو سکتا ہے؟ سمجھ لیجیے اس بات کو۔

افنائے نفس کی مثال تبدیل ماہیت سے

جیسی صورت ہو گی ویسے ہی ہم بن جائیں گے۔ گدھا اگر نمک کی کان میں گر جائے تو بتاؤ کہ نمک بن جائے گا یا نہیں؟ ایک نمک کی کان ہے جہاں نمک ہی نمک ہے کروڑوں ٹن نمک ہے، اور ایک گدھا اس میں پھسل گیا، گر گیا تو کچھ دن میں وہ نمک بن جائے گا، اس کا پیکٹ مفتی اعظم بھی کھائے گا۔ وزیر اعظم بھی کھائے گا، بڑے بڑے اولیاء اللہ بھی کھائیں گے کیوں کہ اب وہ نمک بن گیا لیکن گدھا نمک کب بنتا ہے؟ جب مر جاتا ہے اگر وہ سانس لیتا رہے گا تو گدھے کا گدھا ہی رہے گا، تو جو لوگ اپنے نفس کو نہیں مٹاتے اللہ والوں کے پاس رہنے کے باوجود بھی نفس کو نہیں مٹاتے، سمجھ لو کہ وہ گدھے کے گدھے ہی رہیں گے۔ اپنے

نفس کو مٹادو، ان شاء اللہ پھر جیسا شیخ ہے ویسے ہی آپ ہو جائیں گے بلکہ شیخ سے بھی بڑھ سکتے ہیں۔ اس کی دلیل سنیے۔

صحبتِ شیخ ظہورِ صلاحیت کا ذریعہ ہے اور اس کی مثال

حضرت حکیم الاُمت فرماتے ہیں کہ مرغی کے پروں میں بطخ کا انڈہ رکھ دیجیے۔ بتایئے بطخ مرغی سے افضل ہے یا نہیں؟ افضل ہے اس لیے کہ دریا میں بطخ تیرتی ہے اور مرغی نہیں تیر سکتی، لیکن مرغی کے پروں میں بطخ کے انڈے سے بطخ ہی نکلے گی۔ حکیم الاُمت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجدد ہونے کی صلاحیت اندر موجود تھی لیکن حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے وہ مجدد ہوئے کہ نہیں؟ اگر آپ اپنے کو کچھ سمجھتے ہیں تو سخت غلطی پر ہیں۔ اوّل تو یہ کہ آپ اپنے کو افضل کیوں سمجھیں لیکن میں کہتا ہوں کہ آپ کے اندر جو بھی صلاحیت ہے، جتنی صلاحیتیں ہوں گی، ان شاء اللہ تعالیٰ ان ہی بزرگوں کی برکت سے ظاہر ہو جائیں گی۔

اپنے زمانہ کے اہل اللہ سے استفادہ ضروری ہے

آج کل دروازہ ناپتے ہیں کہ صاحب یہ بڑے پیر نہیں ہیں چھوٹے پیر کنڈم قسم کے پیر ہیں اور ناقابل ریفرنڈم بھی ہیں لہٰذا ان سے کوئی خاص فیض نہیں ہو گا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر وہ اللہ والا ہے اور بزرگوں نے اس کو خلافت دی ہے تو اس سے تعلق قائم کرو، دروازہ کو مت ناپو، دروازہ کے پیچھے کون کھڑا ہے اس کو دیکھو، دینے والا اللہ ہے اور اولیاء اللہ انتقال کرتے رہتے ہیں، دینے والا وہی اللہ ہے، جس دروازہ سے چاہو لے لو، جو آپ کے لیے آسان ہو۔ اب کوئی دنیاوی بیمار ہوتا ہے مثلاً اگر لسٹر میں کوئی بیمار ہو تو آج تک کسی سے سنا ہے کہ بھئی میں تو بہت بڑے حکیم سے علاج کراتا ہوں کیوں کہ میں وی آئی پی شخصیت ہوں لہٰذا حکیم اجمل خان جب قبرستان سے اُٹھ کر آئیں گے تب علاج کراؤں گا۔ کوئی ہے ایسا؟ ایسا بے وقوف کوئی نہیں ہو گا کہ بڑے ڈاکٹر کا انتظار کرے، جو موجودہ ڈاکٹر ہے اسی کی طرف رجوع کرے گا بس آخرت کا معاملہ بھی یہی ہے کہ جو موجودہ اللہ والے ہیں ان ہی سے جُڑ جاؤ۔

نفع کے لیے مناسبت شرط ہے

اوران ہی سے جڑو کہ جن سے آپ کو مناسبت ہو، مناسبت دیکھ لو، اگر آپ کا بلڈ گروپ ملتا ہے تو فائدہ ہوگا ورنہ نہیں۔ میرا اس پر ایک شعر بھی ہے کہ ؎

آنکھ سے آنکھ ملی دل سے مگر دل نہ ملا
عمر بھر ناؤ پہ بیٹھے رہے ساحل نہ ملا

مناسبت دیکھو کہ دل ملتا ہے یا نہیں، روحانی بلڈ گروپ ملتا ہے یا نہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ پھر نفع ہوگا۔

شرحِ صدر کی تفسیر زبانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے

آخر میں آیت کا ترجمہ ایک دفعہ سن لیجیے! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس بندہ کی ہدایت کا ارادہ فرماتے ہیں اس کے سینہ میں ایک نور عطا فرماتے ہیں، سینہ کھول دیتے ہیں، کیا معنیٰ ہیں؟ صحابہ کے اس سوال پر کہ اے اللہ کے رسول! سینہ کیسے کھلتا ہے؟ اس کے معانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے کہ:

نُوْرٌ یَّقْذِفُ فِی الصَّدْرِ فَیَنْشَرِحُ لَهٗ وَیَنْفَسِحُ[۳۷]

اللہ جس کی ہدایت کا ارادہ کرتے ہیں اس کے دل میں اپنا ایک نور داخل کرتے ہیں جس سے دین پر عمل کرنا مثلاً نظر بچانا اور تہجد پڑھنا سارے کام اسلام کے آسان ہو جاتے ہیں، اس کا دل بڑا کر دیا جاتا ہے۔ دنیا میں بھی آپ دیکھیں گے کہ جس غریب کے گھر میں کوئی بڑا آدمی گھوڑے پر یا ہاتھی پر بیٹھ کر آئے اور کہے کہ میں آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں تو غریب کہتا ہے کہ حضور میرا گھر چھوٹا ہے، تو کہے گا کہ میں پہلے تمہارا گھر بڑا بناؤں گا پھر ہاتھی پر بیٹھ کر آؤں گا تو اللہ تعالیٰ جس دل کو اپنا گھر بناتا ہے پہلے اس کے دل کو وسیع کر دیتا ہے تاکہ اللہ مع اپنی صفات اور عظمتوں کے اس کے دل میں تجلی خاص نازل فرمائے۔

[۳۷] شعب الایمان للبیہقی: ۳۵۲/۷ (۱۰۵۵۲)، دار الکتب العلمیة، بیروت۔
المستدرک للحاکم: ۳۱۱/۴، ذکرہ بلفظ ان النور اذا دخل الصدر انفسح

دل میں نورِ ہدایت داخل ہونے کی علامات

جب حضراتِ صحابہ نے پوچھا کہ جب اللہ سینہ کھولتا ہے تو کیا بات ہوتی ہے، سینہ کیسے کھلتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نورِ ہدایت اس میں داخل ہوتا ہے تو سینہ کھل جاتا ہے۔ حضراتِ صحابہ نے پوچھا کہ اس کی علامت کیا ہے؟ کیسے معلوم ہو کہ ہمارے دل میں ہدایت کا نور آگیا ہے؟

پہلی علامت: دنیا سے کنارہ کش ہو جانا

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلی علامت یہ بیان فرمائی کہ اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ دھوکے کے گھر سے دل اُچاٹ ہو جائے دنیا میں رہے مگر دل لگے نہیں ۔

دنیا میں ہوں دنیا کا طلب گار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

دنیا رہے مگر پانی کی طرح کہ کشتی کے نیچے رہے، کشتی میں نہ گھسنے پائے، دنیا کی محبت کا پانی دل میں گھسنے نہ پائے۔ اللہ تعالیٰ کا جو بندہ نورِ ہدایت سے مشرف ہوتا ہے دنیا میں اس کا دل نہیں لگتا، رہتا تو ہے دنیا میں مگر سوچتا ہے کہ ایک دن جانا ہے۔ سمجھ لو کہ ایسا شخص آخرت کی تیاری کرلے گا۔ اس کے دل پر یہ راز کھل جائے گا کہ دنیا دھوکے کا گھر ہے۔

دنیا دھوکے کا گھر کیوں ہے؟

جو آیت میں نے تلاوت کی مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دارالغرور یعنی دھوکے کا گھر کیوں فرمایا ہے؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ لہٰذا اپنی مثنوی شریف میں اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں ۔

زاں لقب شد خاک را دارالغرور

مٹی کی دنیا کو اللہ نے دھوکے کا گھر کیوں فرمایا ۔

کو کشد پارا سپس یوم العبور

جب جنازہ قبر میں اُترتا ہے تو اس کا کاروبار، اس کی موٹر، اس کے بیوی بچے، اس کے دوست، اس کے قالین، اس کے موبائل اور ساری نعمتیں سموسے، پاپڑ سب اوپر رہ جاتے ہیں، کوئی چیز اندر جاتی ہے بھئی؟ اس لیے اللہ نے اس کا نام رکھا کہ یہ دنیا دھوکے کا گھر ہے۔ جب یہ آگے پیچھے پھرتی ہے، سیٹھ پھولا رہتا ہے، ہر وقت موبائل ساتھ ہے، آپ کسی کو موبائل پر گفتگو کی حالت میں دیکھیں تو کم لوگ ملیں گے جن میں عبدیت اور بندگی ملے گی، یوں ٹیڑھے ہو ہو کر اس کو سنتے ہیں اور چلتے بھی رہتے ہیں، دوسروں کو بتاتے بھی ہیں کہ آسٹریلیا سے ابھی فون آیا ہے لیکن موت کے وقت موبائل، ٹیلی فون، کار، بنگلے، بیوی بچے سب ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔ جو دنیا آگے پیچھے پھر رہی تھی، اچانک لات مار کر قبر میں دھکیل دیتی ہے۔

کو کشد پارا سپس یوم العبور

دنیا دھوکے کا گھر اس لیے ہے کہ جب ہمارا ڈیپارچر ہوتا ہے اور ہم زمین کے نیچے جاتے ہیں تو دنیا ہمارا ساتھ نہیں دیتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا کا نام دھوکے کا گھر رکھا اور اللہ کیسا باوفا ہے کہ زمین کے اوپر بھی وہ باوفا ہے اور زمین کے نیچے بھی اپنی وفاداری و رحمت کا ظہور فرماتا ہے کہ اے میرے پیارے بندے! تو نے زمین کے اوپر کبھی مجھے فراموش نہیں کیا، ماں باپ، کاروبار اور بال بچوں میں تو مجھے نہیں بھولا، اب زمین کے نیچے قبرستان میں اکیلا آیا ہے تو میں تجھے کیسے بھلادوں! تو نے تو مجھے کثرتِ تعلقات میں بھی فراموش نہیں کیا تو آج تیری تنہائی میں کیسے میں تجھے بھلادوں گا؟

مثنویٔ رومی میں دنیا کے دار الغرور ہونے کی عجیب تمثیل

اب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے تین مثالوں سے سمجھایا کہ دنیا دل لگانے کے قابل نہیں ہے۔ میں نے مثنوی کی شرح لکھی ہے، الحمدللہ علماء میں بہت مقبول ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا دھوکے کا گھر کیوں ہے؟ فرماتے ہیں کہ تین واقعے سے تم ہمیشہ کے لیے دنیا کی محبت سے پاک ہو جاؤ گے:

واقعہ نمبر ۱: ایک مگرمچھ ہوتا ہے کہ اس کا لمبا سا منہ ہوتا ہے اس کے دانتوں کے درمیان فاصلے ہوتے ہیں، گوشت کھانے کے بعد وہ بیچارہ خلال تو کرتا نہیں، لہٰذا جو گوشت اٹک جاتا

ہے وہ سڑ جاتا ہے جس سے چھوٹے چھوٹے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ بھوک کی وجہ سے دریا کے کنارہ آکر منہ کھول دیتا ہے اور جو چڑیا وہاں سے گزرتی ہے تو بیچاری دیکھتی ہے کہ واہ یہ کیڑے تو بہت عمدہ غذا ہیں گویا ٹیلی وژن چل رہا ہے اور وی سی آر بھی ہے اور بہت سی ننگی فلمیں اندر چل رہی ہیں۔ بس ایک ایک چڑیا بیٹھ کر چونچ سے ان کیڑوں کو کھانے لگتی ہے اور ان کو اس میں اتنا مزہ آتا ہے کہ کیا سموسہ پاپڑ کا مزہ ہو گا، پہلے ایک چڑیا بیٹھی دوسری نے کہا کہ اچھا اکیلے مزے اُڑا رہی ہو میں بھی یہی کروں گی۔ گناہ بھی ایسے ہی پھیلتا ہے۔ اب بیس چڑیاں مگر مچھ کے اس سائیڈ میں اور بیس چڑیاں اس سائیڈ میں بیٹھ کر خوب چہچہا رہی ہیں کہ آہا کیا مزہ آرہا ہے! وی سی آر کا اور ننگی فلموں کا اور خوب عمدہ غذا کا۔ اب جب مگر مچھ نے دیکھا کہ میرے دونوں سائیڈوں میں بیس چڑیاں ادھر اور بیس چڑیاں اُدھر آرام سے بیٹھی ہیں تو اپنے منہ کو ایک دم سے ملا لیتا ہے اور چڑیوں کو نگل جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ کہتی ہیں کہ ارے وہ ٹی وی، وی سی آر کہاں گئے، دنیا میں وہ ہمارا کاروبار، قالین، موبائل اور وہ پاپڑ اور سموسہ کے دستر خوان سب کہاں گئے؟ تب کہتی ہیں کہ آہ ہم نے بڑی بے وقوفی کی! اس مگر مچھ کا ہمیں تو پتا ہی نہیں تھا کہ یہ زندہ ہے، یہ ظالم تو منہ کھولے مردہ بنا ہوا تھا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اسی کو فرماتے ہیں کہ دنیا کی زمین کے اوپر تمہارا کتنا ہی کاروبار چل جائے، مرسڈیز ہو، قالین ہوں، موبائل ہوں، سموسے، پاپڑ اور شامی کباب ہوں لیکن خبر دار دنیا سے دل نہ لگانا، دو گز کا مگر مچھ منہ کھولے ہوئے تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ سن لیا بھئی آپ حضرات نے، دیکھو بھئی، بھولنا مت، پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی، کیوں کہ کراچی سے آنا آسان نہیں ہے، ضعف اور عمر کے تقاضے کی وجہ سے۔ تو کتنی ہی شاندار بلڈنگ ہو اور کاروبار ہو اور پونڈ ہو اور پونڈ کی وجہ سے توند بھی نکلی ہو لیکن یاد رکھو کہ دو گز کی زمین قبرستان میں ہمارا انتظار کر رہی ہے، زمین مثل مگر مچھ کے منہ کھولے ہوئے انتظار کر رہی ہے کہ دیکھو یہ کب آتے ہیں؟ ہے عبرت ناک واقعہ یا نہیں! بتاؤ، چڑیوں کی طرح حماقت نہ کرنا، چہچہانا مت، دنیا کی حرام لذتوں سے مست نہ ہونا۔ ایک دن زمین مگر مچھ کی طرح منہ کھول کر پھر بند کرلے گی اور ہم کئی من مٹی کے نیچے ہوں گے جیسے مگر مچھ نے منہ کو ملا کر چڑیوں کو نگل لیا، ایسے ہی زمین بھی قبرستان میں ہم کو اپنے پیٹ میں نگل لے گی، دو تین من مٹی ہمارے اوپر پڑنے والی

ہے، جلد ہی گناہوں کو چھوڑ دو میرے پیارے دوستو! کیوں کہ گناہ بہت خراب چیز ہے، ہمیں اللہ کا ولی نہیں بننے دیتی ہے، یہی گناہ ہمارے اللہ کا ولی بننے میں حائل ہیں ورنہ آج تک نہ جانے ہم کتنے بڑے ولی اللہ بن جاتے۔

مثنوی میں دارالغرور کی دوسری تمثیل

اب دوسرا واقعہ سنیے! ایک شہزادے پر ایک بڑھیا نے جادو کر دیا، دیکھا کہ شہزادہ بہت حسین ہے تو اس کو اپنے چکر میں لانے کے لیے بڑھیا نے اس کے اوپر جادو کر دیا جس سے اس شہزادہ کو اپنی جوان بیوی نہایت بری معلوم ہوتی تھی حالاں کہ وہ ایسی حسین تھی کہ اندھیرے میں اُجالا ہو جاتا تھا مگر جادو کی وجہ سے اس کو وہ جوان بیوی بہت ہی خوف ناک چڑیل معلوم ہوتی تھی اور وہ اسیّ سال کی بڑھیا جس کے منہ میں دانت بھی نہیں تھے اور گال ایک ایک انچ اندر پچکے ہوئے تھے، ان گالوں کو اپنے ہونٹوں سے اُٹھا کر کہتا تھا کہ واہ واہ! کیا عالم شباب طاری ہے! جادو سے خراب چیز اچھی لگتی ہے اور اچھی چیز خراب نظر آتی ہے۔ کئی برس ہوگئے مگر اولاد نہیں ہوئی تو بادشاہ نے وزیروں کو بلایا کہ میں دادا بننا چاہتا ہوں، بیٹے کی شادی کو تین برس ہوگئے لیکن کیا بات ہے کہ دور دور تک کوئی اُمید نظر نہیں آتی۔ تو علمائے دین کو بلایا گیا، بزرگانِ دین نے اس کے ہاتھ میں تعویذ رکھ کر پتا لگا لیا کہ شہزادے پر جادو کا اثر ہے، تب بادشاہ علماء کے پیر پکڑ کر رونے لگا کہ اللہ والو! ہمارے بیٹے کا جادو اُتار دو۔ انہوں نے کہا کہ ان شاء اللہ اُتر جائے گا، قرآن شریف میں اس کا علاج موجود ہے۔ چالیس دن جادو اُتارنے کی آیات اور تینوں قل وغیرہ اس کو پڑھ کر پلا دیا، جادو بالکل اچھا ہو گیا۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کا جادو ٹھیک ہونے کی دلیل کیا ہے؟ فرمایا کہ دلیل اس کی یہ ہے کہ اس کو اب اپنی خوبصورت بیوی اچھی لگے گی، حقیقت صحیح واضح ہو جائے گی اور اسیّ سال کی بڑھیا کو دیکھ کر یہ روئے گا کہ میں نے جوانی کہاں برباد کر دی، اور اس کو قے ہو جائے گی۔ لہٰذا پولیس اور فوج کے ساتھ بادشاہ خود اس بڑھیا کے یہاں گیا، جب اس شہزادے نے اس بڑھیا کو دیکھا تو نفرت سے قے ہو گئی اور افسوس کرنے لگا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ایسی خراب بڑھیا، جس کے گیارہ نمبر کا چشمہ لگا ہوا ہے اس کو میں حسین دیکھتا تھا اور جب اس کی بیوی دکھائی گئی تو وہ

رونے لگا کہ آہ! میں نے اس کی قدر نہیں کی، جادو کی وجہ سے اس بڑھیا کے ساتھ میں نے اپنی زندگی ضایع کردی اور اس سے معافی مانگی اور پیروں پر گرگیا کہ مجھے معاف کردو۔

حبِ دنیا کے شیطانی جادو کی علامات

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح شیطان بہت بڑا جادوگر ہے، جب آنکھوں پر جادو کردیتا ہے تو دنیا اچھی لگتی ہے اور اللہ والے بھی اچھے نہیں لگتے اور اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اچھے نہیں لگتے، زنا، شراب، خنزیر، سب خبیث چیزیں پھر اس کو اچھی لگنے لگتی ہیں۔ اس لیے دوستو! یہ جادو کیسے اُترے گا؟ اس شہزادے کا جادو جس چیز نے اُتارا اسی سے یہ جادو بھی اُترے گا یعنی اللہ والوں کی صحبت میں رہو، ان شاء اللہ چند دن کے بعد آپ کو اللہ اور رسول سے ایسی محبت معلوم ہوگی اور اللہ تعالیٰ میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ جمال نظر آئے گا کہ ساری دنیا نگاہوں سے گر جائے گی اور آپ اللہ پر جان دے کر بھی کہیں گے کہ ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جادو اُتارنا ضروری ہے یا نہیں؟ ورنہ اسی حالت میں بڑھیا کا گال چوستے چوستے مرجاؤ گے اور جنازہ دفن ہوجائے گا۔ اور بڑھیا کیا ہے؟ یہ دنیا۔ دنیا بڑھیا ہے، اللہ اور رسول کے مقابلے میں دنیا کی کیا حقیقت ہے بتاؤ بھئی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر پوری دنیا کی قدر و قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ دیتا۔[۳۸]

اب ہم لوگ کہاں جارہے ہیں؟ اسی میں یہ لڑکیاں بھی ہیں کہ یہ بھی مچھر کے پر ہیں، قبرستان میں قبر کھول کر دیکھو کہ ان حسینوں کا انجام کیا ہے؟ کسی کا حسن نظر نہیں آئے گا۔ زندگی ہی میں ان کی شکل بگڑ جاتی ہے اور ان کے عاشقین ان سے بھاگتے ہیں۔ مجھے اپنے دو شعر اچانک یاد آگئے ؎

۳۸؎ جامع الترمذی:۲/۵۸، باب الزھد، المکتبۃ القدیمیۃ

ان حسینوں سے دل بچانے میں
میں نے غم بھی بہت اُٹھائے ہیں

یہ اس لیے کہتا ہوں کہ آپ لوگ یہ نہ سمجھنا کہ مُلا اور صوفی ہونے کے بعد وہ بالکل مخنّث ہو جاتے ہیں۔ اہل اللہ کی طاقت عام لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے کیوں بھئی! جو گناہ سے بچتا ہے اس کی طاقت زیادہ نہیں ہوگی؟ اس لیے میں نے بزرگوں کی طرف سے یہ شعر کہا ہے اور دوسرا شعر ہے۔

شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست

یہاں دوست کا لفظ طعنہ ہے، تاکید الذم بمایشبہ المدح ہے۔ جب اس کا منہ ٹیڑھا ہو گیا، بال سفید ہو گئے، اب وہاں سے بھاگے دوست، اب اس گلی کا رُخ بھی نہیں کرتے۔

شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست
جن کو پہلے غزل سنائے ہیں

پہلے دیوانِ غالب پڑھتے تھے اب دیوان لپیٹا اور ایک دو تین ہو گئے، پلٹ کے بھی نہیں آتے۔ جس سے لپٹتے تھے اب ادھر پلٹتے بھی نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ دنیا فانی ہے، دل لگانے کے قابل نہیں، یہ جادو ہے۔

دنیا کا جادو اُتارنے کا طریقہ

اور جادو کیسے اُترے گا بھئی! اللہ والوں کی صحبت میں رہو، ان شاء اللہ ان کی برکت سے جادو اُترے گا، پھر خدا سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز نظر نہیں آئے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بڑھ کر کسی کا کلچر اور کسی کا طریقہ پسند نہیں آئے گا۔

دار الغرور کی تیسری تمثیل

یہ دو واقعے ہو گئے اب ایک تیسرا واقعہ بھی سن لیجیے اور وہ یہ ہے کہ ایک قلعہ میں ایک بادشاہ رہتا تھا اس نے اپنی فوج کے لیے اور اپنے بچوں اور خاندان کے لیے قلعہ کے اندر کوئی کنواں نہیں کھدوایا تھا بلکہ باہر سے پانچ دریاؤں کا پانی آتا تھا۔ دشمن ملک کے بادشاہ نے

سی آئی ڈی کے ذریعے سے پتا کرلیا یہ بادشاہ بے وقوف ہے کہ جس کے قلعے کے اندر کوئی کنواں نہیں ہے اور پانی کا کوئی انتظام نہیں ہے، لہٰذا اس نے پانچوں دریاؤں پر بند باندھ دیا یہاں تک کہ پانچوں دریاؤں سے پانی آنا بند ہوگیا، جب پانی ختم ہونے کے قریب ہوگیا تو بادشاہ نے کہا کہ یہ کیا ہوگیا؟ وزیر نے کہا کہ جناب ہم تو آپ سے کہتے تھے کہ آپ پانی کا اندر کوئی انتظام کریں لیکن آپ مذاق اُڑاتے تھے کہ اندر کنویں کی کیا ضرورت ہے؟ اب تو مرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

آں زماں یک چاہ شورے اندروں

بہ ز صد جیحون شیریں از بروں

اگر یہ ظالم بادشاہ انٹر نیشنل احمق اور منکی اینڈ ڈونکی نہ ہوتا اور امن کے زمانہ میں ایک کھاری کنواں بھی قلعہ کے اندر کھودلیتا تو آج جان بچانے کے لیے سینکڑوں دریاؤں کے میٹھے پانی سے بہتر ہوتا۔

جسم خاکی کے قلعہ میں لذت درآمد کرنے والے پانچ دریا

اب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کے بعد فرماتے ہیں کہ ہم لوگ بھی سر سے پیر تک ایک قلعہ ہیں جس میں پانچ دریاؤں سے ہمارا دل اندر مزہ امپورٹ کرتا ہے اور دل کو بہلاتا ہے، آنکھوں سے کچھ دیکھ کر لذت حاصل کررہا ہے۔ اس دریا کا نام دریائے باصرہ ہے، دیکھنے والا دریا، یہ ایسا ہے کہ جو دیکھتا رہتا ہے، دنیا میں کوئی ایسا دریا ہے کہ جو دیکھتا ہو؟ اس کا نام کیا ہے؟ دریائے باصرہ۔ کاروبار دیکھتا ہے، بیوی بچے دیکھتا ہے، گاہکوں کو دیکھتا ہے، مرسڈیز پر چلتا ہے، بیلٹ باندھ کر ایس پی کی طرح سے کار چلاتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا دریا کون سا ہے؟ دریائے سامعہ۔ کان سے گانے سنتا ہے، میموں کی گفتگو سنتا ہے۔ کراچی میں ایک شخص نے کہا کہ یہ بے پردہ عورتیں جو پھر رہی ہیں مولانا! انہوں نے ہماری ناک میں دم کررکھا ہے۔ میں نے کہا کہ انہوں نے ناک میں دم نہیں کیا، تم نے ان کی دُم میں ناک لگا رکھی ہے۔ اگر ہم احتیاط سے رہیں اور آنکھوں کو بچا کر رکھیں اور اللہ کا حکم مانیں تو کبھی ہم کو ان کی دُم سے کوئی نقصان نہ ہو۔ جب انہوں کہا کہ میری ناک میں دَم کیا ہوا ہے تو میں نے کہا کہ

آپ کی پریشانی آپ کی خریدی ہوئی ہے، یہ بد نظری کا عذاب ہے، انہوں نے آپ کی ناک میں دَم نہیں کیا آپ نے اُن کی دُم میں ناک لگائی۔

یہیں پر میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جانوروں کے کیوں دُم لگائی؟ کیوں کہ وہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے کی عقل نہیں رکھتے تو ایک دم لٹکا دی۔ اللہ تعالیٰ کو غیرت معلوم ہوئی کہ یہ میری مخلوق ہیں اگرچہ جانور سہی لیکن میری مخلوق تو ہے۔ ان کی شرمگاہ کو اللہ نے حیاءً پردہ میں کر دیا اور آج کل انسان ہو کر بے پردہ ننگے پھر رہے ہیں۔

ذرا اس کو سوچیے کہ یہ جانور سے بدتر ہیں یا نہیں؟ ایمان لاؤ، ایمان لاؤ اللہ کے فرمان پر! اُولٰٓئِکَ کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ ھُمۡ اَضَلُّ[۳۹] یہ جانوروں سے بدتر ہیں۔

تو دو دریا سنے آپ نے۔ ایک کا نام دریائے باصرہ اور دوسرا دریائے سامعہ یعنی سننے والا۔ جب بچے ابّو ابّو کہتے ہیں اور بیوی کہتی ہے او میرے پیا او میرے میاں اور سرتاج وغیرہ تو کانوں کے ذریعہ یہ دریائے لذت دل تک جاتا ہے اور تیسرا دریا ہے سونگھنے کا اور اس کا نام دریائے شامہ ہے اور اس سے سونگھتے رہتے ہیں اجگر کی طرح۔ یہ ایک بہت بڑا سانپ ہوتا ہے جو چلتا نہیں ہے، اگر دس فٹ کے فاصلہ سے بھی بکرا جا رہا ہو تو زور سے سانس لیتا ہے اور بکرا اس کے منہ میں چلا جاتا ہے۔ بہت سے عاشق ایسے بھی ہیں کہ ناک سے سونگھ کر حرام مزہ لیتے ہیں۔ تو یہ تین دریا ہوئے دریائے باصرہ، دریائے سامعہ اور دریائے شامہ اور چوتھا دریا ہے دریائے ذائقہ، چکھنے والا، بہت سی لذتیں زبان سے چکھ کر حاصل کی جارہی ہیں حلال اور حرام کی کوئی فکر نہیں، جانتے ہیں کہ اس کی آمدنی حرام ہے، رشوت اور سود لیتا ہے لیکن حرام لقمے نگلتے جارہے ہیں، بریانی کو کیسے چھوڑیں؟ اس دریا کا نام دریائے ذائقہ۔ یہ چار دریا ہو گئے اور پانچویں دریا کا نام دریائے لامسہ ہے۔ چھونے سے گالوں پر ہاتھ پھیرنے سے مزہ آتا ہے، یہ مزہ کہیں حلال بھی ہے کہ بیوی کے گال پر ہاتھ لگالو تو ثواب بھی ملے گا۔

۳۹؎ الاعراف:۱۷۹

موت کے وقت جسمانی لذتوں کا انقطاع اور انسان کی بے کسی

لیکن موت کا فرشتہ جب آتا ہے جن کا نام ہے حضرت عزرائیل علیہ السلام وہ پانچوں دریاؤں پر بند ڈال دیتے ہیں۔ سیٹھ صاحب زندہ ہیں، ڈاکٹروں کا فیصلہ ہے کہ ابھی جان ہے لیکن اب آنکھوں سے نظر نہیں آرہا ہے، سکرات یعنی موت کی غشی طاری ہے، آنکھیں ہیں دکھائی نہیں پڑرہا ہے۔ آہ! اکبر الٰہ آبادی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے عجیب شاعر تھے تہجد گزار، اللہ والے جج تھے، ان ہی کا شعر ہے، فرماتے ہیں۔

قضا کے سامنے بے کار ہوتے ہیں حواس اکبرؔ
کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

اب دریائے باصرہ ہے مگر نظر نہیں آرہا ہے، چھوٹے چھوٹے بچے کہتے ہیں ابّو ذرا مجھے دیکھ تو لو، ابو کو نظر ہی نہیں آتا۔ بیوی کہتی ہے کہ ایک نظر مجھے دیکھ لو میرے پیارے شوہر! شوہر صاحب کو کچھ نظر نہیں آتا۔ کان میں بیوی آواز دیتی ہے، کچھ سنائی نہیں دیتا اور زبان پر کباب شامی کی لذت کا کچھ پتا نہیں، زبان میں ادراک کی خاصیت ختم ہوگئی، اب چکھ نہیں سکتی، ذائقہ مفلوج ہوگیا۔ قوت لامسہ بھی ختم، اب ہاتھ سے پکڑ نہیں سکتا اور سونگھنے کی بھی طاقت ختم، ہر قسم کی طاقت ختم۔ قوتِ باصرہ، قوتِ سامعہ، قوتِ ذائقہ، قوتِ لامسہ، قوتِ شامہ سب معطل ہوگئیں۔

موت کے اندھیروں میں کس چراغ سے نور ملتا ہے؟

اب اس وقت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی زندگی میں قلب کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت کا دریا حاصل کرلیا تو جب ان فانی دریاؤں پر بند پڑجائے تو دل میں اس وقت اس لافانی دریا کی حلاوت کا احساس ہوگا۔ جب حواسِ خمسہ کی روشنیاں بجھ جائیں گی تو دل میں اللہ تعالیٰ کے نور کی سرچ لائٹ جل جائے گی۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

بادِ تند ست و چراغ ابترے
زو بگیرانم چراغ دیگرے

اے دنیا والو! موت کی آندھی تیز چل رہی ہے۔

موت کی تیز و تند آندھی میں
زندگی کے چراغ جلتے ہیں

تو فرماتے ہیں۔

بادِ تندست و چراغ ابترے

اے دنیا والو! موت کی آندھی تیز چل رہی ہے اور زندگی کا چراغ بہت کمزور ہے کسی وقت بھی بجھ سکتا ہے۔

زو بگیرانم چراغ دیگرے

جلدی جلدی نماز روزہ کرکے، قرآن پاک کی تلاوت کرکے اور اللہ والوں کی صحبت سے ایک دوسرا چراغ روح کے اندر جلالو، تاکہ جب حواسِ خمسہ کے یہ پانچوں چراغ گل ہوں تو اندر کا چراغ روشن ہو جائے اور آپ کو تنہائی محسوس نہ ہو اور آپ ایک بڑی دولت لے کر جائیں۔ جیسا کہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی کی جامع مسجد میں فرماتے تھے کہ اے مغل بادشاہو! جب تم مروگے تو یہ تاج و سلطنت اور تخت تم سے چھین لیا جائے گا، کفن میں لپیٹ کر قبر میں ڈالا جائے گا اور جب ولی اللہ مرے گا، اللہ کے یہاں جائے گا۔ تو فرماتے ہیں کہ میں اللہ کی محبت کے جواہرات اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔

دلے دارم جواہر پارۂ عشق است تحویلش

ولی اللہ شاہ دہلوی سینہ میں ایک دل رکھتا ہے جس کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت کے موتی رکھے ہوئے ہیں۔ بتاؤ تم زیادہ مال دار ہو یا۔

کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

اے سلاطین مغلیہ تم زیادہ رئیس و مال دار ہو یا شاہ ولی اللہ دہلوی مال دار ہے؟ پتا چلے گا جس وقت روح نکلے گی۔ تو اللہ والوں کی روح جنہوں نے دنیا میں خوب اللہ کو یاد کیا اللہ کی محبت کے نور کا دریا لے کر جائے گی۔

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے دردسا اکثر رہتا ہے

اور اہل صفا کے سینوں میں ایک نور کا دریا بہتا ہے

اللہ والوں کے سینوں میں ایک نور کا دریا بہتا ہے، اگر کسی کو اس میں کلام ہو تو بتایئے، کیا یہ حقیقت نہیں جو میں نے پیش کی ہے، کیا ایک دن یہاں سے جانا نہیں ہے؟اس دنیا کا نام دارالغرور اسی لیے رکھا گیا ہے کہ جس کو اپنا گھر سمجھتا ہے اس کو چھوڑ کر جانا پڑتا ہے۔

دوسری علامت: آخرت کی طرف توجہ و انابت

آخرت کو کسی وقت بھی وہ بھولنے نہ پائے یہاں تک کہ اگر آپ چاہیں بھی کہ آج میں اللہ کو بھلا کر ان ٹیڈیوں کو دیکھ لوں تو یہ حال ہو جس کو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بھلاتا ہوں پھر بھی وہ یاد آرہے ہیں

ایسی نسبت اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمادے۔ احقر کا شعر ہے۔

کوئی کانٹا چبھے اور ٹوٹ جائے

اسی کا نام ہے دردِ محبت

مگر دردِ دل تو اللہ والوں سے ملتا ہے جن سے آج کل ہم مستغنی اور غافل ہیں، ایسی نسبت اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا کردے کہ بھلاتا ہوں پھر بھی وہ یاد آرہے ہیں۔ پس جس کے دل میں نورِ ہدایت داخل ہوتا ہے دنیا سے کنارہ کش رہنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی یاد بھی اسے ہر وقت رہتی ہے، محبت کا کانٹا چبھا رہتا ہے۔

دردِ محبتِ الٰہیہ کی عجیب تعبیر

اللہ کی محبت پر میرا ایک شعر ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہر وقت ہم خدا کو کیسے یاد کرسکتے ہیں؟ میں نے کہا کہ اگر آپ کے کانٹا چبھ جائے تو سموسہ پاپڑ کھاتے وقت وہ درد رہے گا یا نہیں؟ اور اگر نئی شادی کرو اور پہلی ہی رات ہو تو بھی اس کانٹے کے درد کو بھلا سکتے ہو؟ لہٰذا مجھ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی تعریف کرو تو میں نے کہا کہ اس کی تعریف میں ایک

شعر پیش کرتا ہوں ؎

کوئی کانٹا چبھے اور ٹوٹ جائے

اسی کا نام ہے دردِ محبت

اللہ تعالیٰ اپنی محبت کا ایسا درد عطا فرمائیں کہ سلاطین کے تخت و تاج بھی نیلام ہوتے ہوئے نظر آئیں۔ اس کے قلب میں دنیا کے دولت مندوں کی دولت کی کوئی اہمیت نہ ہو، سموسہ اور پاپڑ نعمت سمجھ کر کھالو مگر اس کے لیے جماعت کی نماز نہ چھوڑو اور اس کے لیے اللہ کو مت بھولو، نعمتوں کی وجہ سے نعمت دینے والے کو مت بھولو، نعمتوں پر نعمت دینے والے کی یاد کو غالب کرلینا اسی کا نام تصوف ہے اور یہ تصوف قرآن پاک سے ثابت ہے۔

ذکر کو شکر پر مقدم فرمانے کی حکمت

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو مقدم فرمایا فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ[۴۰] تم ہم کو یاد کرو اطاعت سے، ہم تمہیں یاد کریں گے اپنی عنایت سے،[۴۱] وَاشْكُرُوْا لِيْ اور شکر بھی کرو۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنی یاد کو مقدم کیا اس لیے کہ فَاِنَّ حَاصِلَ الذِّكْرِ یاد کا حاصل کیا ہے؟ اَلْاِشْتِغَالُ بِالْمُنْعِمِ نعمت دینے والے کو یاد کرنا۔ اور وَاِنَّ حَاصِلَ الشُّكْرِ الْاِشْتِغَالُ بِالنِّعْمَةِ اور شکر کا اصل نعمت میں مشغول ہونا ہے۔[۴۲] تو نعمت دینے والے کو یاد کرنا زیادہ افضل ہے یا نہیں؟ بجائے اس کے کہ نعمت کو دیکھ کر نعمت دینے والے کو بھول جاؤ۔ جانِ تصوف اور روحِ تصوف یہی ہے کہ ایک لمحہ کو اللہ کو فراموش نہ کرو۔

حق تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنے کے بعض ضروری اعمال

آخر میں ضروری بات میں عرض کرتا ہوں کہ اپنے گالوں کی کھنچائی مت کرنا یعنی

۴۰؎ البقرة:۱۵۲

۴۱؎ تفسیر بیان القرآن:۸۶/۱، البقرة (۱۵۲)، ایچ ایم سعید

۴۲؎ روح المعانی:۱۹/۲، البقرة (۱۵۲)، دار احیاء التراث، ذکرہ بلفظ لأن فی الذکر اشتغالا بذاتہ تعالیٰ وفی الشکر اشتغالا بنعمتہٖ والاشتغال بذاتہ تعالیٰ اولیٰ من الاشتغال بنعمتہٖ

بلیڈ مت مارنا کھینچ کھینچ کر ایک کوٹ، دوسرا کوٹ، آخر میں کھونٹی اُکھاڑ کوٹ، اس سے احتیاط کیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھ کر، فرمانِ عالی شان سمجھ کر آپ لوگ ایک ایک مٹھی داڑھی رکھ لیں، تینوں طرف سے داڑھی واجب ہے، چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے اور بچہ ریش بھی رکھنا واجب ہے، اس کا کاٹنا بھی حرام ہے اور ٹخنہ مت چھپاؤ، جو لوگ اس کو چھپالیتے ہیں اللہ کی نظرِ رحمت سے محروم ہوجاتے ہیں۔ مسلم شریف کی روایت ہے اور بخاری شریف کی روایت ہے کہ جتنا حصہ ٹخنہ چھپے گا، جہنم میں جائے گا اور حضرت حکیم الاُمت فرماتے ہیں کہ یہ جو تکبر کی قید ہے یہ قید واقعی ہے احترازی نہیں ہے۔ لہٰذا یہ دو تین مسئلے بھی بتادیے اور ناف سے گھٹنے تک چھپانا بھی ضروری ہے، انگریزوں کو دیکھ کر آپ لوگوں کو نیکر نہیں پہننا چاہیے کہ جس سے گھٹنے سے اوپر کا حصہ نظر آتا ہے۔ انڈیا میں ایک صاحب نے کہا کہ ناف سے گھٹنے تک چھپانا شریعت نے کیوں فرض کیا کیوں کہ جو چیز چھپانی ہے وہ تو لنگوٹ سے چھپ جاتی ہے۔ میں نے کہا کہ جہاں فوجی افسران رہتے ہیں وہاں دور دور تک کیوں تار گھیر دیتے ہیں؟ حکومت یہ کہتی ہے میرے میجر کو اور میرے کرنل کو کوئی تکلیف نہ پہنچادے۔ تو شریعت کا یہ احسان ہے کہ اس نے دور تک پردہ کردیا تاکہ کسی کو گندے خیالات اور برائی اور شہوت کے خیالات نہ آجائیں اور مونچھوں کو اتنا رکھو کہ اوپر کے لب کا کنارہ نظر آئے۔

تیسری علامت: موت سے پہلے موت کی تیاری

وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ[۴۳] ہر وقت موت کی تیاری رکھے کہ معلوم نہیں کس وقت آجائے؟ موت آتی ہے تو کیا کسی کو بتا کر آتی ہے یا ایمرجنسی میں آتی ہے؟ اس لیے ہمارے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی

بتاؤ بھائی کہ کسی وقت بھی آسکتی ہے یا نہیں؟ کیا جوان نہیں مر رہے ہیں؟ جوان بھی جارہے ہیں اور بڈھے بھی جارہے اور بچے بھی۔ ناظم آباد کراچی میں ایک دل کا ڈاکٹر مریض کے دل کی حرکت کو شمار کررہا تھا کہ خود اس کا ہارٹ فیل ہوگیا۔ دیکھا آپ نے کہ ڈاکٹروں کی ڈاک اور ٹر

---

[۴۳] شعب الایمان للبیھقی: ۳۵۲/۷ (۱۰۵۵۲)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت - المستدرک للحاکم: ۱۱/۴

میں بھی فاصلہ ہو جاتا ہے کہ ڈاک کہیں پڑی ہے اور ٹر کہیں چلا گیا۔ بس اب دُعا کرو۔ اتنی دیر تک میں نے خطیب صاحب کی اجازت سے مضمون پورا کیا ہے ورنہ میں پہلے ہی ختم کر دیتا۔ بس مولانا مجھ کو دُعا بھی دے رہے ہیں آپ لوگ بھی مجھ کو دُعا دے دیں۔ کہو جزاک اللہ۔ دُعا کرو اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے اور ہم سب کے سینے میں وہ داخل کر دے جو اولیاء اللہ کو عطا ہوتا ہے۔ اے اللہ! اپنے دوستوں کا دل ہمارے سینوں میں عطا فرما اور جو دل آپ سے غفلت کرے اس کو تبدیل فرمادیجیے۔ اے اللہ! اپنے دردِ محبت کی وہ دولت عطا فرمادے جو آپ اپنے دوستوں کو عطا فرماتے ہیں۔ اولیاء اللہ والی زندگی، اے خدا اپنے دوستوں کی زندگی اختر کو اور ہم سب کو عطا فرمادے اور میرے بچوں کو بھی، آپ کے بچوں کو بھی عطا فرمادے۔ دوستو! یہی زندگی اصلی زندگی ہے جو اپنے مالک اور خالق اور پالنے والے پر فدا ہو جائے۔ وہ ظالم زندگی کیا زندگی ہے جو اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے کے خلاف حرام لذتوں کو چوری چھپے امپورٹ کر رہی ہے۔ خدائے تعالیٰ اس خبیث زندگی سے ہم سب کو پاک فرمادے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا ایمان ایسا یقین عطا فرمادے، ایسی محبت ہمیں عطا فرمادے کہ ہماری زندگی اور ہماری اولاد اور ہمارے دوست احباب کی زندگی کی ہر سانس اے خدا آپ پر فدا ہو اور ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں۔ دوستو! بتاؤ زندگی کی جو سانس اللہ کے غضب میں اللہ کی نافرمانی میں گزرتی ہے، بتاؤ وہ مبارک سانس ہے یا منحوس؟ جو اپنی زندگی کی ہر سانس کو اپنے اللہ پر فدا کرے اس سے بہتر زندگی کس کی ہوگی؟ اے اللہ! اختر مسافر ہے اور آپ سے بھیک مانگتا ہے۔ مسافر کی دُعا کا وعدہ ہے کہ آپ قبول فرمالیتے ہیں لہٰذا اختر کو بھی اور میرے سب دوستوں کو بھی، جتنے حاضرین ہیں اور جتنے غائبین دوست احباب ہیں سب کو ایمان اور یقین ایسی نسبت، ایسی محبت نصیب فرما کہ ہم سب کی زندگی کی ہر سانس آپ پر فدا ہو اور ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں اور آپ کے غضب اور قہر کے اعمال سے حرام خوشیوں کی درآمدات پر، امپورٹنگ پر ہمیں پوری پابندی عائد کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا، نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا۔

۱) ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰی وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِاعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰی لِحْیَتِہٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَہٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی ڈاڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْھَکُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰی

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقرہ عید کی نماز واجب ہے، اسی طرح ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْیَةِ وَھِیَ مَا دُوْنَ الْقَبْضَةِ کَمَا یَفْعَلُہٗ
بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ یُبِحْہُ اَحَدٌ

ترجمہ: ڈاڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہل مغرب
اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور ڈاڑھی ڈاڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ ڈاڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ)
سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملہ میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نا محرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے ڈاڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر ڈاڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا **يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ** اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جب کہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَى الْعَيْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بد دُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بد دعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیات مبارکہ

اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)... اللہ و رسول کا نافرمان ۲)... آنکھوں کا زناکار ۳)... ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لا کر حرام مزہ لیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو
اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰه اَللّٰه پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح دُرود شریف کی (۱۰۰ بار)۔

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد ورفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات وملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاح قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

> ”اے نفس ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

انسان کا ظاہر اس کے باطن کا پتہ دیتا ہے۔شکل وصورت، حلیہ اور عادات واطوار بتا دیتے ہیں کہ یہ شخص معاشرے کے کس طبقے سے تعلق رکھتا ہے۔اسی طرح دین داری اور دنیا داری کا بھی ظاہری حلیہ سے اظہار ہوجاتا ہے۔ جولوگ اللہ والوں کے صحبت یافتہ ہوتے ہیں ان کے اخلاق، کردار اور ظاہری سراپا دیکھ کر ہر شخص ان سے متاثر ہوتا ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ ''نور ہدایت اور اس کی علامات'' میں اہل اللہ کی صحبت سے ظاہر ہونے والے وہ اثرات وعلامات ذکر کی گئی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس بندے کو اللہ کی طرف سے ہدایت کا نور عطا ہوا ہے۔نور ہدایت عطا ہونے کی جو علامات انسان پر ظاہر ہوتی ہیں حضرت والا نے اس وعظ میں قرآن وحدیث کی رو سے نہایت مفصل انداز میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔

AW-025.026